

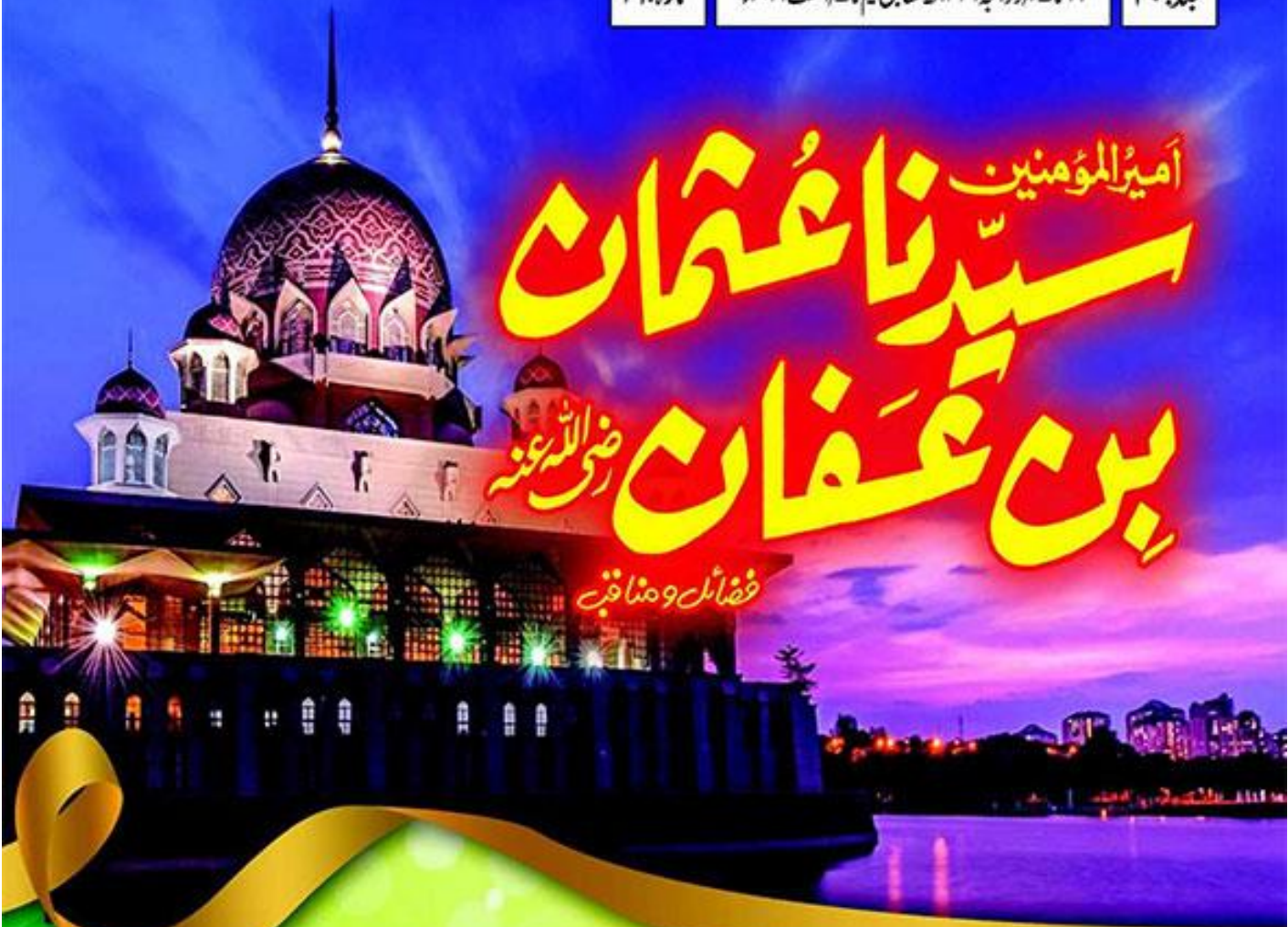


عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

ہفت روزہ  
ختم نبوت

INTERNATIONAL  
URDU WEEKLY KHAMT-M-E-NUBUWWAT KARACHI  
PAKISTAN

جلد: ۴۰ شماره: ۲۹  
۲۰۲۱ء ۲۷ جولائی ۱۳۴۲ھ مطابق یکم اگست ۲۰۲۱ء



امیر المؤمنین  
سیدنا عثمان  
بن عفان  
رضی اللہ عنہ  
فضائل و مناقب

گمیریوں کی روک تھام کا قانون  
ایک نظریہ

Website: <http://www.khatm-e-nubuwwat.info>  
<http://www.khatm-e-nubuwwat.com>

Website: <http://www.khatm-e-nubuwwat.org>  
Email: [editorkn@yahoo.com](mailto:editorkn@yahoo.com)



# اسپ کے مسائل

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

## قسم توڑنے کا کفارہ

س: ..... اگر کوئی شخص قسم کھائے اور پھر اس قسم کو مجبوری کی وجہ سے توڑنا پڑے تو کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

ج: ..... قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائیں یا دس مسکینوں کو ایک ایک جوڑا کپڑا دیں۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو تین دن روزے رکھیں۔ ان میں سے جو کام بھی کر لیں گے کفارہ ادا ہو جائے گا۔

## کسی پر لعنت کرنے کا حکم

س: ..... کسی کو لعنت کرنے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر لعنت کر سکتا ہے؟

ج: ..... ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے بارے میں لعنت کے الفاظ بولنا درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی فرد یا جماعت کسی باطل اور گمراہ عقیدہ کو اختیار کرے جو کہ صراحتاً قرآن و سنت کے خلاف ہو یا کوئی ایسا عمل کرے کہ جس پر خود قرآن و سنت میں لعنت اور شدید وعید بیان ہوئی ہو تو ایسی صورت میں کسی کا نام لئے بغیر لعنت کے الفاظ بولنے کی گنجائش ہے۔ مثلاً جھوٹے لوگوں پر اللہ کی لعنت، قرآن و سنت کا انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت وغیرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش والبیذی... الخ۔" (ترمذی، حدیث نمبر: 1977) .... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن طعن دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش گوار اور بد زبان نہیں ہوتا.... لہذا بات پر لعن و طعن کرنا، فحش گوئی اور بد زبانی کرنا، ایک مسلمان کے شایان شان نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## نمازیوں کو سلام کرنا

س: ..... کیا مسجد میں داخل ہوتے ہی وہاں موجود لوگوں کو سلام کرنا چاہئے یا پھر مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھ لینا کافی ہے، کون سا افضل طریقہ ہے؟

ج: ..... مسجد میں داخل ہونے کی دعا تو پڑھنی ہی چاہئے، پھر اگر لوگ فارغ بیٹھے ہوں تو ان کو آہستہ سے سلام کہا جائے اور اگر سب لوگ عبادت میں مشغول ہوں تو سلام نہ کہے۔ اتنی زور سے سلام کرنا کہ نمازیوں کی نماز میں خلل پڑے صحیح نہیں ہے۔

## محض وسوسہ یا شک کی وجہ سے پریشان ہونا

س: ..... میں اکثر پاپا کی ناپاکی کی وجہ سے پریشان رہتا ہوں اور بار بار کپڑوں کو دھوتا رہتا ہوں، پھر خیال آتا ہے کہ میں نے شک کی وجہ سے دھویا ہے۔ اسی طرح اگر واقعتاً کوئی چیز ناپاک ہو جائے تب بھی پریشانی رہتی ہے اور وسوسے آتے رہتے ہیں۔ میری رہنمائی فرمائیں، ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

ج: ..... اگر کسی چیز کے بارے میں یقین ہو یا غالب گمان ہو کہ یہ ناپاک ہوگئی ہے، اس کو پاک کرنا ضروری ہے اور اگر کسی چیز کے بارے میں محض وسوسہ ہو یقین اور غالب گمان نہ ہو تو اس کو پاک سمجھا جائے۔ خواہ کتنے ہی وسوسے آئیں ان کی پروا نہ کریں، کیونکہ شک کی بنیاد پر پاپا کی ناپاکی کا حکم نہیں ہوتا۔ یقین یا غالب گمان کی بنیاد پر پاپا کی ناپاکی کا حکم جاری ہوتا ہے۔ محض وسوسہ اور شک کی وجہ سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اور اس کی فکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔



# ختم نبوت

ہفت روزہ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،  
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،  
مولانا قاضی احسان احمد

شمارہ: ۲۹

۲۱ تا ۲۲ مئی ۲۰۲۱ء مطابق یکم تا ۷ اگست ۲۰۲۱ء

جلد: ۴۰

## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری  
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی  
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جانندھری  
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر  
صحبت احصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری  
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد  
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیات  
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشقر  
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود  
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جانندھری  
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن  
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید  
حضرت مولانا سید انور حسین نقیس الحسینی  
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار لدھیانوی  
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان  
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوری

## اس شمارے میں!

- گلشن بنوری کا ایک اور پھول کھلا گیا ۴ محمد اعجاز مصطفیٰ  
امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان بن عفانؓ ۹ مولانا عبدالنصیم، لاہور  
گھریلو تشدد کی روک تھام کا قانون ۱۱ چوہدر خالد محمود، ریٹائریشن بیج  
حضرت بنوری کی نسبتوں کے امین (۲) ۱۳ مولانا مفتی خالد محمود  
حضرت ڈاکٹر صاحب کے مواعظ..... (۲) ۱۵ مولانا محمد قاسم، کراچی  
.... سیرت پاک کے چند روشن ابواب ۱۹ حافظ محمود راجہ، سہاول  
حضرت مولانا سائیس عبدالکریم قریشیؒ ۲۵ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

## زرتقوان

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،  
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر  
فی شمارہ ۱۵ یورو، ششماہی: ۳۵ یورو، سالانہ: ۷۰۰ یورو

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019  
IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)  
AALMIMAJLIS TAHAFUZZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018  
IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)  
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

سرپرست  
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ  
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ  
مدیر اعلیٰ  
مولانا عزیز الرحمن جانندھری  
نائب مدیر اعلیٰ  
مولانا محمد اکرم طوفانی  
مدیر  
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ  
معاون مدیر  
عبداللطیف طاہر  
قانونی مشیر  
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ  
منظور احمد میاں ایڈووکیٹ  
سرکولیشن منیجر  
محمد انور رانا  
ترمیم و آرائش:  
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

لندن آفس:

35, Stockwell Green  
London, SW9 9HZ U.K  
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan  
Ph: 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۳۰  
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)  
Old Numais M.A. Jinnah Road Karachi  
Ph: 32780337, Fax: 32780340

ناشر: عزیز الرحمن جانندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

# گلشن بنوری کا ایک اور پھول کھلا گیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى)

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے تلمیذ رشید و عظیم شاگرد، آپ کے سفر و حضر کے خادم و عاشق زار، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل، رئیس، شیخ الحدیث، مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ و جامعہ ازہر مصر کے متخصص، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر، اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے صدر، اقرأروضۃ الاطفال ٹرسٹ کے صدر، ہزاروں طلبا، علماء، شیوخ الحدیث کے استاذ، مربی اور مشفق سرپرست، محبوب العلماء، استاذ الاساتذہ، رئیس المحمدین حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ ۱۹ ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۳۰ جون ۲۰۲۱ء بروز بدھ دوپہر سو ایک بجے کے قریب چند دن علالت کے بعد عالم دنیا کو خیر باد کہہ کر راجھی عالم عقبی ہو گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، اِنَّا لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے کئی کمالات و خصوصیات سے متصف فرمایا تھا، آپ علم دین کی سچی آبرو، طلبا و علماء کے لئے مینارہ نور، زہد و تقویٰ اور امانت و دیانت کا پیکر، مدارس اور اہل مدارس کے لئے ڈھال اور وقار کا باعث، شکستہ اور مجروح دلوں کے لئے مرہم، بے کس اور در ماندہ افراد کے لئے سایہ عاطفت اور خلق کثیر کی مسبتوں، عقیدتوں اور دل بستگیوں کا مرکز تھے۔ آپ شفقت و محبت، شرافت و نجابت اور دریادلی اور وسعتِ ظرفی میں بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ حد درجہ انسانیت کے خیر خواہ، اُمتِ مسلمہ کے لئے غم خوار، علومِ نبویہ کے طلبا کے لئے شفیق و ہمدرد، چٹنی قی خدا کے لئے رحم دل، اور خالق کائنات سے دعا و التجا کے وقت انتہائی رقیق القلب اور خوفِ خدا اور فکرِ آخرت میں آنکھوں سے آنسو بہانے والے انسان تھے۔

آپ کا ہر کام اخلاص پر مبنی ہوتا تھا، دکھاوے اور ریا سے نفرت تھی، عاجزی و انکساری اور تواضع و فروتنی میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی فکر کا اُفق بین الاقوامی بلکہ بین الاقوامی تھا، مسلمانوں کے مسائل سے دل چسپی تھی، ان کی دینی اور دنیاوی ترقی سے خوش ہوتے اور دینی تنزل اور کمزوری کی خبریں سن کر رنجیدہ اور غمگین ہوتے، حکومتوں اور عوام کی اجتماعی کمزوریوں پر تنبیہ فرماتے اور اس کا علاج بھی بیان فرماتے، گویا حق گوئی آپ کا شیوہ تھا، حق کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی فکر نہ فرماتے، ہر دور میں جب بھی کسی حکومت نے دین کے خلاف کوئی قدم اٹھایا، آپ نے اس کے خلاف کلمہ حق بلند کیا اور نہایت اخلاص کے ساتھ حکمرانوں کو نصیحت فرمائی۔ آپ کے بیان کا موضوع اکثر ایمان باللہ، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت،

اطاعت و انقیاد، اسلامی تہذیب و آداب، اتحاد و اتفاق، حقوق مسلم کی پہچان اور ان کی ادائیگی ہوتا تھا۔ اختلافی جزئیات اور فروعی مسائل کو قطعاً نہیں چھیڑتے تھے۔

آپ کی پیدائش کوکل گاؤں، ضلع ایبٹ آباد صوبہ کے پی کے میں نیک صفت انسان جناب سکندر خان بن زمان خان کے ہاں ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ آپ کے والد صاحب اپنے علاقہ میں باوجاہت تھے، تنازعات میں آپ کو فیصل مانا جاتا، علماء و صلحاء کے قدر دان، نماز باجماعت کے پابند، تلاوت قرآن کریم، ذکر الہی، صلہ رحمی، رافت و شفقت، مسجد کی تعمیر و ترقی ان کے خصوصی اوصاف تھے، جس کے اثرات آپ کے بچے پر نمایاں ہوئے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے قرآن کریم اور میٹرک تک تعلیم گاؤں میں حاصل کی، اس کے بعد ہری پور کے مدرسہ دارالعلوم چوہڑ شریف میں دو سال اور احمد المدارس سکندر پور میں دو سال پڑھا۔ ۱۹۵۲ء میں کراچی تشریف لائے، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نور اللہ مرقدہ کے ادارہ دارالعلوم نائک واڑہ میں داخلہ لیا، درجہ رابعہ سے سادسہ تک یہاں تعلیم حاصل کی۔ درجہ سابعہ اور دورہ حدیث کے لئے محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس اللہ سرہ کے ادارہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ (جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن) میں داخلہ لیا۔ ۱۹۵۶ء میں دورہ حدیث سے فاتحہ فراغ پڑھا۔ حضرت بنوری قدس سرہ سے تعارف، تعلق، خدمت، محبت اور جامعہ علوم اسلامیہ میں داخلہ اور تعلیم کی روئیداد حضرت ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون ”تاثرات و مشاہدات“ میں یوں لکھی ہے:

”آج سے تقریباً ۲۵، ۲۶ سال پہلے کی بات ہے، میں ان دنوں دارالعلوم نائک واڑہ کراچی میں زیر تعلیم تھا، دارالعلوم میں ایک جلسہ ہوا، جس میں بہت سی بزرگ علمی شخصیات کا اجتماع ہوا، جن میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی، حضرت مولانا مفتی محمد حسن اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع جیسے حضرات تشریف فرما تھے، اتنے میں ایک بزرگ تشریف لائے، خوبصورت اور نورانی چہرہ، نہایت بارعب اور پرکشش شخصیت، خوبصورت اور صاف ستھرا جب زیب تن، سر پر لنگی اور کلاہ پہنے، سب حضرات نے اٹھ کر ان کا پر تپاک استقبال فرمایا، یہ تھے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور یہ میرے لئے آپ کی زیارت کا پہلا موقع تھا اور اسی زیارت سے آپ سے قلبی تعلق قائم ہو گیا۔ اس کے بعد محترم مولانا محمد طاسین صاحب کی قیام گاہ مجلس علمی میں کئی بار زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا اور جب آپ نے محرم ۱۳۷۴ھ میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کی بنیاد ڈالی تو انہی دنوں سعودی عرب کے سابق سفیر مرحوم شیخ عبدالحمید الخطیب نے جامع مسجد نیو ٹاؤن میں عشاء کے بعد ”عربی کلاس“ کا افتتاح کیا۔ اور میرے استاذ محترم مرحوم ڈاکٹر امین مصری نے اس مرکز میں تدریس کا فرض میرے سپرد کیا، میں روزانہ دارالعلوم نائک واڑہ سے نماز عصر کے بعد اس مرکز میں عربی پڑھانے آتا اور یہاں سے فارغ ہو کر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری دیتا، آپ نہایت شفقت فرماتے، میں عرض کرتا کہ حضرت! آپ درجہ تکمیل کے ساتھ دورہ حدیث اور موقوف علیہ کا درجہ بھی جاری فرمائیں، تاکہ ہم لوگ بھی داخلہ لے سکیں۔ اس وقت تک حضرت کے مدرسہ میں صرف درجہ تکمیل کا اجراء ہوا تھا۔ تو فرماتے کہ ان شاء اللہ! جلد ہی شروع کریں گے، چنانچہ یہ عربی مرکز تقریباً ایک سال تک اس قرب کا ذریعہ بنا رہا۔

پھر ایک سال بعد جب آپ نے دورہ حدیث اور موقوف علیہ کے درجے کا افتتاح فرمایا اور یہ خادم بھی مدرسہ میں بگتیں ہو گیا تو ہر وقت حضرت شیخ کو دیکھنے، سننے اور علمی استفادہ کا موقع مل گیا۔ نماز میں آپ کے ساتھ رہتا، عصر کے بعد اساتذہ کے ساتھ مجلس فرماتے تو میں آپ کی مجلس کو ترجیح دیتا، جبکہ میرے ساتھی ٹہلنے کے لئے باہر نکل جاتے، یا کبھی کسی دوست کے ہاں تشریف لے جاتے تو خادم ساتھ ہوتا، جب آپ کے گھر والے لٹنڈوالہ یار سے بگتیں ہو کر کراچی آگئے تو گھر کی ضروریات خریدنے آپ ہفتہ میں ایک بار بازار خود تشریف لے جاتے، خادم بھی ساتھ ہوتا، کبھی تنہا مجھے بھیج دیتے، اس

قرب اور شفقت کا یہ اثر تھا کہ باہر سے آنے والے ناواقف حضرات اس خادم کو آپ کے گھر کا ایک فرد سمجھتے۔ تعلیم کے دوران ایک دن بھی آپ کے درس سے غیر حاضر نہیں رہا۔ درجہ تکمیل و تخصص کے امتحان سے پہلے ہی آپ نے مجھے مدرسہ میں مدرس مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ آپ کے ساتھ اندرون ملک، حرمین شریفین، مصر اور مشرقی افریقہ کے بہت سے سفر کرنے اور خدمت کا شرف نصیب ہوا، یہ تمام امور میں نے خود ستائی کے لئے نہیں، بلکہ یہ واضح کرنے کے لئے ذکر کئے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے میرا کتنا گہرا اور تادیر تعلق رہا ہے، تاکہ حضرت شیخ کے بارے میں آپ میرے تاثرات کے صحیح وزن کو محسوس کر سکیں۔“ (اشاعتِ خاص بیاد حضرت بنوریؒ، ص: ۴۱۰-۴۱۱)

اسی مضمون میں آگے لکھتے ہیں:

”الحمد للہ کہ اس خادم کو رفیق سفر ہونے کے علاوہ صاحبِ تعلیم، صاحبِ مسواک، صاحبِ طہور اور صاحبِ برہ ہونے کا

شرف بھی حاصل ہوا ہے۔“

(اشاعتِ خاص بیاد حضرت بنوریؒ، ص: ۴۱۴)

حضرت ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

”اس خادم کو جب پہلی بار ۱۹۶۱ء میں حج بیت اللہ کا شرف نصیب ہوا تو تمام مناسک حج حضرت شیخ کی معیت میں ادا

کیے، اور آپ نے ہر چیز تفصیل کے ساتھ اور خاص توجہ سے بیان فرمائی اور مستحبات اور عام آداب تک کی پابندی فرمائی کہ آپ کا

یہ پہلا حج ہے، اس لئے کوئی چیز چھوٹنے نہ پائے، اور اتنی شفقت فرماتے کہ بعض لوگ پوچھتے: یہ آپ کے صاحبزادے ہیں؟

آپ فرماتے: جی! یہ میرے روحانی بیٹے ہیں۔“

(اشاعتِ خاص بیاد حضرت بنوریؒ، ص: ۴۹۰-۴۹۱)

اسی مضمون کے آخر میں حضرت ڈاکٹر صاحب نے جو دعا لکھی، اس کا ایک حصہ اس طرح ہے:

”اے اللہ! ان (حضرت بنوریؒ) کی چھوڑی ہوئی امانت کی حفاظت، خدمت، اور ترقی کی اہلیت، ہمت اور توفیق عطا

فرما۔“

(اشاعتِ خاص بیاد حضرت بنوریؒ، ص: ۴۱۷)

راقم الحروف یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا پوری کی پوری قبول فرمائی اور آپ کو تادمِ زیت اس گلشن کی آب یاری، ترقی، حفاظت اور خدمت کی توفیق من جانب اللہ ملتی رہی اور آپ دورِ طالب علمی سے اپنی وفات تک اپنے شیخ کے گلشن کے نہ صرف گلِ سرسبز رہے، بلکہ اس کی آب یاری سے لے کر اسے توانا و طاقت ور بنانے میں اپنا تن، من، دھن سب کچھ اس پر نچھاور کر دیا۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن میں آپ کے اساتذہ کرام کے اسمائے مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱:- محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ، ۲:- حضرت مولانا عبدالحق نافع کا کاخیلؒ، ۳:- حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ، ۴:- مفتی

اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن خان ٹوکیؒ، ۵:- حضرت مولانا لطف اللہ پشاوریؒ، ۶:- حضرت مولانا بدیع الزماںؒ۔

۱۹۶۲ء میں اپنے شیخ و استاذ حضرت بنوری قدس سرہ سے اجازت اور جامعہ سے رخصت لے کر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ لیا اور چار

سالہ تخصص کیا، مدینہ منورہ کی پڑھائی کے دوران آپ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے، اہلیہ کو بھی ساتھ لے گئے تھے، وہاں آپ کی ایک صاحبزادی کی

پیدائش اور وفات ہوئی، حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے: میری طالب علمی تھی، ایک کمرہ کے گھر میں میاں بیوی رہتے تھے، بچی کی وفات پر دل غمگین

تھا، حضرت بنوری قدس سرہ ملنے گھر تشریف لائے، میں دروازہ پر کھڑا پہلے سے آپ کا انتظار کر رہا تھا، آپ نے مجھے دیکھتے ہی سلام کے بعد فرمایا: ”شفیع

فی بلد الشیخ“ حضرت بنوری قدس سرہ کے اس جملہ سے میرا سا راغم کا فور ہو گیا۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فراغت کے بعد آپ نے دوبارہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں تدریس شروع کر دی۔

اسی تدریس کے دوران ایک مرتبہ مصر کی ”المجلس الاعلیٰ بشئون الاسلامی“ کے رئیس پاکستان تشریف لائے، مختلف مدارس کا دورہ کیا، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن تشریف لائے، جامعہ کا معائنہ کیا، مختلف شعبہ جات دیکھے، معائنہ کے دوران حضرت ڈاکٹر صاحب متکلم کے فرائض انجام دے رہے تھے، طلبا اور اساتذہ کے اجتماع میں کلماتِ ترحیب اور خطبہٴ استقبالیہ بھی ڈاکٹر صاحب نے پیش کیا، وہ جامعہ کی کارکردگی اور حضرت ڈاکٹر صاحب سے بھی بہت متاثر ہوئے اور اپنے خطاب میں انہوں نے اعلان کیا کہ میں مصر کی حکومت اور اپنے ادارہ کی طرف سے اس جامعہ کے لئے چار طلبا کو جامعہ ازہر میں پی ایچ ڈی میں داخلے کی منظوری دیتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ان میں پہلا داخلہ استاذ عبدالرزاق کا ہوگا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ہم داخلہ دیتے ہیں، لیکن ہمارا طریقہ کار یہ ہے کہ طالب علم اپنا کٹ خود خریدتا ہے، لیکن ہم خاص طور پر دو کٹ بھیجیں گے، ایک شیخ بنوری حفظہ اللہ کے لئے اور دوسرا استاذ عبدالرزاق کے لئے، یہ ان کے ساتھ خصوصی معاملہ ہے، لہذا اس کے بعد حضرت بنوری ۱۹۷۲ء میں مصر گئے اور حضرت ڈاکٹر صاحب کا وہاں داخلہ کرا آئے۔ اس طرح چار سالہ دکتورہ مکمل کیا، جس میں آپ نے اپنا مقالہ حضرت ”عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام الفقہ العراقی“ کے عنوان سے تحریر فرمایا، اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر کے فروری ۱۹۷۷ء میں پاکستان واپس تشریف لائے اور دوبارہ جامعہ سے وابستہ ہو گئے، اسی دوران آپ کو ناظم تعلیمات مقرر کیا گیا۔

مصر میں پڑھائی کے دوران حضرت ڈاکٹر صاحب نے ایک خواب دیکھا، اس کے بارہ میں آپ لکھتے ہیں: ”جب میں نیا نیا مصر گیا تو قاہرہ کے ایک ہوٹل میں قیام کیا۔ رات کو ہوٹل کے شور و غل کی وجہ سے نیند نہیں آتی تھی، ایک روز کافی دیر ہو گئی، غالباً رات کے ایک یا دو بج چکے تھے، پریشان ہو کر سویا، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا مرحوم بیٹھے ہیں، میں دو زانوں بیٹھا ہوں اور چاروں طرف مدرسہ کے اساتذہ کرام بیٹھے ہیں، میں عرض کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں، آپ نے دعا فرمائی اور دعا کے بعد ہاتھ اپنے منہ کے بجائے میرے منہ پر پھیرے تو مدرسہ کے ایک بڑے استاذ نے عرض کیا کہ: میرے لئے بھی دعا فرمائیں، آپ مسکرائے اور فرمایا کہ: ”سبقک بھا عکاشہ“..... ”مصر سے جب گزشتہ فروری ۱۹۷۷ء کے اوائل میں واپس ہوا تو میں نے رفاقتِ سفر کے پرانے معاہدے کی دوبارہ تجدید کے طور پر عرض کیا کہ اب تو آپ کا کوئی سفر بھی اندرون ملک کا ہو یا بیرون ملک کا ہو تو میں ان شاء اللہ! آپ کے ساتھ رہوں گا، نہایت خوشی کا اظہار فرمایا اور معاہدہ کی توثیق فرمادی۔ ایک موقع پر فرمایا کہ دو ہی آدمی ایسے ہیں جن سے سفر میں صحیح آرام ملتا ہے اور پھر میرے مزاج کو خوب جانتے ہیں۔ ایک مولانا حبیب اللہ صاحب اور دوسرا اس خادم کی طرف اشارہ فرمایا۔“

(اشاعت خاص بیاد حضرت بنوریؒ، ص: ۴۱۶)

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے وصال ۳/۳ ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۷/۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء کے بعد جامعہ کا نظم و نسق حضرت مفتی احمد الرحمن نور اللہ مرقدہ نے سنبھالا، آپ کے نائب حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید بنائے گئے۔ حضرت مفتی احمد الرحمن نور اللہ مرقدہ کے وصال (۱۴/۱۳ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۹۱ء) کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید بہتم اور آپ کے نائب حضرت مولانا سید محمد بنوری شہید مقرر ہوئے۔

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ کی شہادت (کیم رجب المرجب ۱۴۱۸ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۹۷ء) کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب

کو مہتمم اور حضرت مولانا سید محمد بنوری شہید کو نائب مہتمم مقرر کیا گیا، پھر حضرت مولانا سید محمد بنوری شہید کی شہادت (۲۹ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۹۸ء) کے بعد حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب کو نائب مہتمم مقرر کیا گیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کو جب مہتمم مقرر کیا گیا تو آپ سیرت کانفرنس میں شرکت کے لئے تھائی لینڈ کے سفر پر تھے، آپ سفر مختصر کر کے جلد واپس ہوئے، آپ کو جب مہتمم مقرر کئے جانے کا بتایا گیا تو آپ نے اہتمام قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں اتنی بڑی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا، کسی اور کو یہ منصب دیا جائے، میں ایک خادم کی حیثیت سے ہر طرح کا تعاون کروں گا۔ دیر تک اجلاس میں روتے رہے اور منع کرتے رہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت مفتی نظام الدین شامزی شہید نے فرمایا: اگر آپ یہ منصب نہیں سنبھالنے تو پھر ہم بھی یہاں نہیں رہیں گے، ہم بھی اپنا بوریا بستر اٹھاتے ہیں اور کہیں اور چلے جاتے ہیں، اس پر حضرت ڈاکٹر صاحب نے اس شرط پر ذمہ داری قبول کی کہ آپ تمام حضرات میرے لئے دعا کریں گے اور میرے ساتھ تعاون بھی کریں گے۔ اس طرح حضرت ڈاکٹر صاحب اپنے شیخ کی اس امانت کو سینے سے لگائے اس کی حفاظت اور اس کے انتظام میں مشغول ہو گئے اور اپنی تمام تر توانائیاں اس کے لئے صرف کر دیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کا اہتمام قمری حساب سے چوبیس سال چار ماہ اور شمسی حساب سے تیس سال سات ماہ بنتا ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب ۱۹ اگست ۱۹۸۱ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن مقرر ہوئے، حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب کی وفات (۵ فروری ۲۰۰۸ء) کے بعد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے۔ جو اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزی تھے۔ آپ کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا نائب امیر مقرر کیا اور یہ بھی فرمایا کہ: ”ختم نبوت کی امانت جس گھر سے لی تھی، اسی گھر میں لو نادی۔“ ۲۰۱۵ء میں امیر مرکزی حضرت مولانا عبدالجید لدھیانوی کے انتقال کے بعد آپ کو امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منتخب کیا گیا، جس کے لئے حضرت ڈاکٹر صاحب بالکل راضی نہیں تھے، فرمایا کہ: میں بیمار ہوں، سفر نہیں کر سکتا ہوں، میں یہ ذمہ داری نہیں سنبھال سکتا، لیکن حضرت خواجہ عزیز احمد صاحب نے فرمایا: حضرت والد صاحب نے آپ کو نائب امیر بناتے وقت فرمایا تھا: جہاں سے یہ امانت لی تھی، انہیں کے حوالہ کر دی تو حضرت یہ امانت آپ کے سپرد کر گئے ہیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب رو پڑے اور اپنے شیخ کی اس امانت کو قبول کر لیا اور ساتھ ہی ایک ایک ممبر سے فرمایا: دعاؤں سے آپ میری مدد کرتے رہیں۔

اقرار ووضوۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان کی انتظامیہ نے اقرار کے آغاز میں ہی یہ فیصلہ کیا تھا کہ اقرار کا صدر کسی بزرگ کو بنایا جائے گا، اسی وجہ سے اس کے سرپرست و صدور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹوکی، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، حضرت سید نفیس الحسنی، حضرت مولانا خواجہ خان محمد، حضرت مولانا عبدالجید لدھیانوی رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے اکابر رہے ہیں۔ ان بزرگوں کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب اس ادارہ کے پہلے سرپرست رہے اور پھر صدر بنائے گئے۔

قیام پاکستان کے بعد مسلمانان پاکستان کے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے، مملکت خداداد پاکستان میں دینی مدارس کے تحفظ و استحکام اور باہمی ربط کو مضبوط بنانے اور مدارس کو منظم کرنے کے لئے اکابر علمائے اہل سنت والجماعت دیوبند کی زیر قیادت ۱۹۵۹ھ/۱۳۷۹ء میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ اول روز سے آج تک وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے لئے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا جو کلیدی کردار رہا ہے، مدارس سے وابستہ کوئی شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ اس کے پہلے نائب صدر اور پھر صدر بنائے گئے۔ جامعہ سے وابستہ بزرگ استاذ حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی قدس سرہ نے باقاعدہ پورا امتحانی نظم مرتب کیا، آپ اس کے ناظم، ناظم اعلیٰ اور صدر کے عہدوں پر فائز رہے۔ ان کے بعد حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن اور حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید کے بعد دیگرے (باقی صفحہ 22 پر)



# سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

## فضائل و مناقب

مولانا عبدالنعیم، لاہور

عثمانؓ سے بے پناہ محبت تھی اور اس محبت کی دلیل واقعہ جیشِ عسره ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن حباب سلمیؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور جیشِ عسره کے لئے لوگوں کو ترغیب دی تو حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ میں ۱۰۰ اونٹ بیع پالان اور کجاوہ کے دوں گا۔ آپؐ اپنے منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور لوگوں کو اس کے لئے آمادہ کیا، تو حضرت عثمانؓ نے پھر ۱۰۰ اونٹ مع کجاوہ اور پالان کے دینے کا اعلان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عثمان پر آج کے دن کے بعد کوئی مواخذہ نہیں ہوگا اور عثمان کو کوئی عمل نقصان نہیں دے گا۔“ آپؐ نے یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ روایات میں آتا ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا اور نوبت درختوں کے پتے کھانے تک آ گئی۔ جب غزوہ تبوک کی تیاری شروع کی گئی تو اس وقت نہایت بے سروسامانی کا عالم تھا۔ آپؐ نے صحابہ کرام کو جہاد کی ترغیب دی، حضرت عثمانؓ نے ۱۰۰ اونٹ سامان سے لدے ہوئے پیش کئے۔ آپؐ نے پھر جہاد کی ترغیب دی تو حضرت عثمانؓ نے ۱۰۰ اونٹ مزید سامان سے لدے ہوئے پیش کئے۔ آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی ترغیب جاری رکھی یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ مزید ایک سواونٹ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر حضرت عثمانؓ کے پاس سے ہوا ان دنوں حضرت عثمانؓ کی زوجہ حضرت رقیہ کا انتقال ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ نہایت مغموم تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؐ سے دریافت فرمایا کہ ”اے عثمان! تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟“ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ آپؐ سے اپنا رشتہ منقطع ہونے پر مغموم ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ۶ ہجری میں عمرہ کا ارادہ کیا اور مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو حضرت عثمانؓ کو سفارت کے لئے سردارانِ مکہ کے پاس بھیجا۔ سردارانِ مکہ نے آپؐ کو اکیلے بیت اللہ کے طواف کی اجازت دی، مگر آپؐ نے کہا کہ میں اس وقت تک بیت اللہ کا طواف نہیں کروں گا، جب تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہیں کر لیتے۔ دوسری جانب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین اس بات پر رشک کر رہے تھے کہ اگر انہیں طواف کی اجازت نہ بھی ملی تو عثمانؓ طواف ضرور کر لیں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بات کے جواب میں فرمایا کہ: ”عثمان ہرگز میرے بغیر طواف نہیں کریں گے، یہاں تک کہ مجھے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے۔“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب غزوہ تبوک کے موقع پر اپنا مال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ آج کے بعد عثمانؓ پر کوئی مواخذہ نہیں۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی جھوٹی خبر پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیبیہ کے مقام پر بیعت لی کہ وہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا بدلہ لیں گے، اسے بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح میں اس کا تذکرہ فرمایا:

”بیشک اللہ ان سے راضی ہو گیا جب وہ اس درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو جانا۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیعت میں اپنا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ ہاتھ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے حضرت عثمانؓ کے مقام اور مرتبے کا پتہ چلتا ہے۔ سورہ بقرہ میں حضرت عثمانؓ کے اتفاق فی سبیل اللہ کا یوں تذکرہ فرمایا ہے:

”اور وہ لوگ جو اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور احسان نہیں جتلاتے اور نہ تکلیف دیتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔“

مع سامان لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے نیچے اتر کر فرمایا: ”آج کے بعد کوئی عمل حضرت عثمانؓ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔“ اتفاق فی سبیل اللہ کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا، اتفاق سے ان دنوں حضرت عثمان غنیؓ نے کئی سوانٹ غلے کے بذریعہ تجارت منگوائے۔ حضرت عمر فاروقؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ وہ غلے کے اونٹ انہیں فروخت کر دیں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عمرؓ کو انکار کر دیا جس سے حضرت عمرؓ کو بہت افسوس ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے غلے کے تمام اونٹ مدینہ میں تقسیم کر دیئے۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی، تو انہوں نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہ تم نے مجھے کیوں نہ بیچے؟ حضرت عثمانؓ نے جواب میں کہا کہ آپ مجھے ان کی قیمت کم دے رہے تھے جبکہ میں نے انہیں اپنے رب کے ہاتھوں زیادہ منافع پر فروخت کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جب حضرت عثمانؓ کا یہ جواب سنا تو اس جذبے سے بے حد خوش ہوئے۔ حضرت بشیرؓ سے مروی ہے کہ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہیں مدینہ منورہ کا پانی پسند نہ آیا کیونکہ وہ پانی کھارا تھا۔ اس وقت مدینہ میں بیٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا، اس کا نام بیر رومہ تھا، جس کا مالک ایک یہودی تھا۔ وہ یہودی اس کنویں کا پانی بیچتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ جو اس کنویں کو خرید کر وقف کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے وہ کنواں ۳۵ ہزار درہم میں خرید کر

وقف کر دیا۔

حضرت عمر فاروقؓ جب اس دنیا سے رخصت ہونے لگے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ کسی کو اپنا جانشین نامزد کر دیجئے۔ آپؓ نے فرمایا کہ یہ چھ شخص ہیں، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ ان سے زیادہ کوئی مستحق خلافت نہیں۔ ان میں سے کسی کو منتخب کر لینا، مگر تین دن سے زیادہ انتخاب میں دیر نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کے دفن کرنے کے بعد یہ چھ حضرات جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے فرمایا کہ چھ میں سے تین کو سب اختیار دے دیئے جائیں۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ میں اپنا اختیار حضرت علیؓ کو دیتا ہوں، حضرت طلحہؓ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار حضرت عثمانؓ کو دیا۔ حضرت سعدؓ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عبدالرحمنؓ کو دیا۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا کہ اچھا اب عثمانؓ و علی رضی اللہ عنہما میں سے جو اپنی خلافت نہ چاہتا ہوا انتخاب کا اختیار اسی کو دیا جائے، یہ سن کر دونوں حضرات خاموش رہے تو حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا کہ اچھا میں اپنے لئے خلافت نہیں چاہتا، لہذا میرے سپرد کر دیجئے، آپ دونوں میں سے جو افضل ہوگا میں اس کا انتخاب کر دوں گا۔ حضرت عبدالرحمنؓ کو یہ اختیار دے دیا گیا اور ان کو تین دن کی مہلت دی گئی، حج کا موسم تھا، لوگ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے، لہذا مدینہ کے علاوہ دوسرے مقامات کے مسلمانوں کا اجتماع بھی اس وقت نہایت زیادہ تھا۔ حضرت عبدالرحمنؓ بن عوفؓ نے خفیہ طور پر ہر مسلمان کی رائے لی۔ لہذا بغیر کسی نزاع اور اختلاف کے حضرت عثمانؓ کا انتخاب ہو گیا اور سب نے ان کے دست مبارک

پر بیعت کر لی۔ ۱۲ دن کم ۱۳ سال حضرت عثمانؓ نے خلافت کے فرائض سرانجام دیئے، اسلامی فتوحات کا سلسلہ بھی آپؓ کے عہد مبارک میں جاری رہا اور مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقیاں دن بدن بڑھتی رہیں۔ مسلمان باہم متحد اور متفق تھے اور سب کی قوت کفر اور شعائر کفر کو فنا کرنے میں صرف ہو رہی تھی، برکات نبوت موجود تھیں مگر حضرت عثمانؓ کو شہید ہونا ہی تھا باہم اختلاف پیدا ہو گیا اور وہی تلوار جو کافروں کے لئے تھی آپس میں چلنے لگی۔ اس وقت سے آج تک اس جیسا اتفاق و اتحاد مسلمانوں کو نصیب نہیں ہوا بلکہ روز بروز اختلاف و افتراق کا دائرہ وسیع ہی ہوتا گیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت اور اس کے نتائج رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی بیان فرما دیئے تھے۔ حضرت عثمانؓ ایک بامروت اور نرم مزاج شخص تھے، اس لئے بعض نامعاقت اندیش لوگوں کو بے جا دلیری کا موقع ملتا رہا اور ان کی سرکشی اس قدر بڑھ گئی کہ اخیر میں انہوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا اور موقع پا کر آپؓ کو شہید کر دیا۔ آپؓ کی شہادت کا المناک اور درد انگیز سانحہ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ ہجری جمعۃ المبارک والے دن پیش آیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت تاریخ اسلام کا سب سے بڑا سانحہ تھا۔ آپؓ کی شہادت کے بعد دین اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد کبھی دوبارہ متحد نہ ہو سکے، مسلمانوں میں اختلافات بڑھتے چلے گئے جس کے نتیجے میں اغیار نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں میں تقسیم پیدا کر دی۔ اس وقت سے لے کر آج تک پھر ایسا اتحاد و اتفاق مسلمانوں کو نصیب نہیں ہوا۔ ☆ ☆

# گھریلو تشدد کی روک تھام کا قانون

## ایک نظر میں!

چوہدری خالد محمود، ریٹائرڈ سیشن جج

کوان حقوق میں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ کسی قسم کی دھمکی، طلاق کی دھمکی، کوئی توہین آمیز جملہ یا بے عزتی کرنا تشدد کے زمرہ میں آئے گا۔ اس تعریف کو مزید وسعت دی گئی ہے کہ کفیل خانہ کسی بھی طور پر رازداری سے اپنی بیوی یا بچوں کے کردار یا ان کی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کارروائی یا

فراہم کی گئی ہے۔ بالفاظ آسان ہم اس قانون کو غیر ملکی اداروں یا ان کی خواہشات کے مطابق ملک عزیز میں متعارف کر رہے ہیں۔ یہ قانون کل ۲۵ دفعات پر مشتمل ہے اور اس کے بعد بیان بالا کو تحریر کیا گیا ہے۔

اس قانون کی دفعہ ۳ میں تعزیرات پاکستان کی متعین کردہ حدود بابت جسمانی تشدد کو شامل

ملک عزیز کی قومی اسمبلی کے فلور پر ۱۹ اپریل ۲۰۲۰ء کو ایک بل پیش کیا گیا اور حیران کن طریقہ سے اسی روز قانون کو منظور کر لیا گیا۔ اس بل کا نام ’’گھریلو تشدد سے بچاؤ اور حفاظت کا ایکٹ ۲۰۲۰ء‘‘ رکھا گیا ہے۔ ہمارے ایوان بالا یعنی سینیٹ نے ۱۲ جون ۲۰۲۱ء کو اس ایکٹ کو منظور کیا اور اس طرح یہ ایکٹ قانون کے درجہ کو

فعل کو (Stalking) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، یعنی اہل خانہ کی سرگرمیوں کے بارے میں یا ان کے کردار اور میل جول کے بارے میں کسی قسم کی معلومات حاصل کرنا یا ان کو بیوی

کیا قرآن کریم جو اسلامی زندگی کے حوالہ سے قانون کا ماخذ ہے، ہمیں ظالم اور مظلوم کی پہچان کرانے سے قاصر ہے؟ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ تو پھر خانگی زندگی کو ہم کیوں اسلامی قوانین کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہیں کر رہے؟

بچھ گیا۔ مجوزہ قانون بالا کے آخر پر محترمہ ڈاکٹر شیریں صاحبہ کا نوٹ انتہائی اہمیت کا حامل ہے، جس سے اس قانون کو منظور اور لاگو کرنے کی ضرورت اور جواز

بچوں کے سامنے کہنا بذاتہ ایک جرم بن گیا ہے۔ دفعہ ۴ میں گھریلو تشدد کے حوالہ سے سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ گھریلو تشدد کی قید چھ ماہ سے تین سال تک اور ایک لاکھ روپے تک جرمانہ کی سزا متعارف کرائی گئی ہے اور کم از کم پچیس ہزار روپے کفیل خانہ اس مظلوم بیوی یا بیٹی یا بیٹے کو بطور حق رسی عوضانہ ادا کرے گا۔ اس مظلوم یا غمزدہ فرد خانہ کو کفیل خانہ گھر سے نہیں نکال سکتا۔ ہاں البتہ اگر وہ خود چاہے تو اس کی رہائش کا الگ انتظام کیا جائے گا اور بصورت کرایہ رقم کفیل خانہ ادا کرے گا

کردیا گیا ہے کہ وہ دفعات اب اس قانون کے تحت بھی گھریلو زندگی یا خانگی افراد ایک دوسرے کے خلاف مجاز عدالت میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد اسی دفعہ میں خانگی تشدد کو وسعت دی گئی ہے، جس میں جذباتی (Emotional)، نفسیاتی (Psychological) اور زبانی تشدد (Verbal) تشدد کو متعارف کرایا گیا ہے۔ اس کے تحت خاتون خانہ اور بچوں یا زیر کفالت افراد کی حفاظت، آزادی اور رازداری (Privacy) کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے کہ گھر کے کفیل

(Statement Of Reasons and Objects) کے بارے میں بیان لکھا گیا ہے۔ اس بیان کے مطابق اقوام متحدہ (ہیومن ریسورسز) کنونشن نے جنسی تفریق کو عورتوں کے خلاف استعمال کرنے سے منع کیا ہے اور ملک پاکستان نے اس کی تائید کی تھی۔ خصوصی طور پر CEDAW کے تحت عورتوں کو خانگی زندگی میں تحفظ دینے کے لئے تمام ریاستوں کو قانون سازی کا کہا ہے۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس قانون کو بنانے، منظور کرنے اور نافذ العمل کرنے کی بنیاد



حضرت بنوریؒ کی نسبتوں کے امین

# حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا مفتی خالد محمود

آپ کے مسائل اور ان کا حل:

پاکستان کے معروف روزنامہ ”جنگ“ کا مقبول عام سلسلہ ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ ہے جس میں لوگوں کے سوالات کے شرعی جوابات دیئے جاتے ہیں اور ان کو دینی راہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔ اس صفحہ کا آغاز ۱۹۷۸ء کو ہوا تھا۔ سب سے پہلے اس کالم کو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے زینت بخشی، آپ کی شہادت کے بعد بالترتیب مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ اور مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ جوابات دیتے رہے۔ ان کے بعد یہ ذمہ داری حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ کے سپرد ہوئی اور آخر دم تک آپ نے یہ ذمہ داری احسن انداز میں پوری کی اور مسلمانوں کو دینی راہنمائی فراہم کی۔ یہ بھی آپ کی حسنت میں شامل اور آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے ظاہری علوم کے ساتھ باطنی اور روحانی تربیت کی طرف بھی توجہ دی۔ جس میں سب سے زیادہ حصہ تو حضرت بنوریؒ کی تربیت کا تھا اس کے علاوہ آپ نے ایک شام کے عالم بزرگ سے بیعت کی ان کی

طرف سے آپ کو اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔ اسی طرح حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔  
تصانیف:

۱- آپ کی مشہور تصنیف ”الطريقة العصرية في تعليم اللغة العربية“ ہے جو آپ نے سالہا سال کے تدریسی تجربہ کے بعد ان طلباء کے لئے لکھی ہے جن کی مادری زبان عربی نہیں ہے۔ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔  
وفاق المدارس نے اسے باقاعدہ اپنے نصاب کا حصہ بنایا اس کے علاوہ پاکستان سے باہر بھی بہت سے ممالک کے دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے، اب اس کا انگلش ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے۔

۲- ”كيف تعلم اللغة العربية لغير الناطقين بها“ عربی پڑھانے والے اساتذہ کے لئے یہ کتاب مرتب کی تاکہ انہیں عربی پڑھانے کا طریقہ آئے۔

۳- ”القاموس الصغير“ یہ عربی، اردو اور انگلش ڈکشنری پر مشتمل کتاب ہے۔

۴- ”موقف الأمة الاسلاميه من القاديانية“ امت مسلمہ کا موقف قادیانیوں کے بارے میں کا عربی ترجمہ ہے۔  
۵- ”تدوين الحديث“: مولانا مناظر احسن گیلانی کی عالمانہ کتاب ”تدوين حديث“ کا عربی ترجمہ ہے۔

۶- ”اختلاف الأمة والاصراط المستقيم“ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی معرکۃ الآراء کتاب ”اختلاف امت اور اصراط مستقیم“ کا عربی ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ مکمل ہو چکا ہے، مگر زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا۔

۷- ”جماعة التبليغ و منهجها في الدعوة“: تبلیغی جماعت کے بارے میں قیمتی رسالہ ہے۔

۸- ”هل الذكريبه مسلمون“: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے کتابچہ ”کیا ذکریہ مسلمان ہیں؟“ کا عربی ترجمہ ہے۔

۹- ”نوبل انعام یافتہ“ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے کتابچہ کا عربی ترجمہ ہے۔

۱۰- ”الاسلام و اعداد الشباب“ ایک مستقل مقالہ ہے۔

۱۱- تبلیغی جماعت اور اس کا طریقہ کار:

اردو میں تبلیغی جماعت کے بارے میں رسالہ۔

۱۲- اسلامی آداب: نور الدین عتر

صاحب کی کتاب کا اردو ترجمہ۔

۱۳- محبت رسول: نور الدین عتر صاحب

کی کتاب ”حب الرسول“ کا اردو ترجمہ۔

ان کے علاوہ بہت سے مقالات مختلف

کانفرنسوں کے لئے تحریر فرمائے۔

اولاد:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے

مطابق نیک اولاد اور علم نافع صدقات جاریہ میں

سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ڈاکٹر صاحب کو

ہزاروں شاگرد عطا فرمائے جو آپ کے علم کو

پھیلانے میں مصروف ہیں اور لاکھوں لوگوں نے

آپ کی تقریر و تحریر سے نفع حاصل کیا، اپنی

زندگیاں سنواریں۔ یہ سب آپ کی حسنت میں

شامل ہے اور آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

ان ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں عقیدت

مندوں کے ساتھ آپ نے اپنے پیچھے نیک اولاد

چھوڑی۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں دونوں

عالم ہیں، لائق فائق ہیں، نیک صالح ہیں۔ بڑے

صاحبزادے مولانا ڈاکٹر سعید اسکندر جامعہ علوم

اسلامیہ علامہ بنوری ناؤن کے فاضل ہیں، مدینہ

یونیورسٹی میں بھی زیر تعلیم رہے، کراچی یونیورسٹی

سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ جامعہ علوم

اسلامیہ علامہ بنوری ناؤن میں تدریس کے فرائض

بھی انجام دے رہے ہیں اور جامعہ کے خارجی

امور کے نگران بھی ہیں۔ دوسرے صاحبزادے

مولانا مفتی محمد یوسف عالم دین ہیں، مفتی ہیں،

آپ بھی جامعہ کے فاضل ہیں، ساؤتھ افریقہ اور

جامعہ بنوری ناؤن سے مفتی کا کورس کیا ہے، فقہ

الحلال والحرام میں اچھی مہارت رکھتے ہیں، تین

صاحبزادیاں ہیں۔ تینوں نیک صالحہ ہیں۔ جن

میں سے ایک باقاعدہ عالمہ ہیں، باقی بنیادی دینی

تعلیم ہر ایک نے حاصل کی ہے۔

وصال اور تدفین:

حضرت ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں اتار

چڑھاؤ اتار ہتا تھا لیکن ایسے بیمار نہیں تھے کہ بستر

سے لگ گئے ہوں۔ کرونا کے دوران احتیاطاً

آپ لوگوں سے ملنے جلنے سے احتراز کرتے

تھے۔ اسی لئے دفتر اور دیگر مجالس میں تشریف

نہیں لاتے تھے لیکن جب سے اسباق شروع

ہوئے تھے تو حضرت ڈاکٹر صاحب روزانہ دفتر

اہتمام میں تشریف لاتے تھے۔ ۱۶ جون ۲۰۲۱ء

بروز بدھ کو بھی دفتر تشریف لائے تھے۔ اس دن

کچھ بخار اور کھانسی کی شکایت ہوئی۔ جمعرات

۱۷ جون کو ٹیسٹ کروائے تو کرونا کا ٹیسٹ مثبت

آیا، جمعہ کو ہسپتال میں داخل کیا گیا، جس کو جہاں

پتہ لگا وہ دعاؤں میں مشغول ہو گیا، ڈاکٹروں نے

اپنے طور پر سرتوڑ کوشش کی اور ہر تدبیر اختیار کی۔

مگر کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی، دعائیں بھی اپنا

اثر نہ دکھاسکیں کیوں کہ وقت موعود آچکا تھا اور

جب وقت موعود آجائے تو پھر نہ ایک لمحہ کی تاخیر

ہو سکتی ہے نہ تقدیم۔ حضرت ڈاکٹر صاحب

۳۰ جون ۲۰۲۱ء کو دوپہر ڈیڑھ بجے کے قریب

سب کو بتیم کر کے ہزاروں لوگوں کو بے آسرا چھوڑ

کر اس دنیائے فانی سے منہ موڑ کر اپنے خالق

حقیقی کے حضور جا پہنچے اور اس طرح مسلسل

جدوجہد کرنے والے اس مرد مجاہد کو قوم کے درد

میں تڑپنے والے اس درد مند انسان کو اس دنیا

کے جھیلوں سے نجات مل گئی اور اس تھکے ہارے

مسافر کو راحت و سکون نصیب ہو گیا۔ اور جو شخص

زندگی بھر حضرت بنوری کے نقش قدم پر چلتا رہا،

جس نے حضرت شیخ کے مشن کو زندہ رکھا، جس

نے حضرت شیخ کی امانت کو سینے سے لگائے رکھا

جس نے اپنے شیخ کی یادوں کو سینے میں بسائے

رکھا، جو زندگی بھر اپنے شیخ کے نقش پا سے راستہ

ڈھونڈتا اور راہنمائی حاصل کرتا رہا، بالآخر مرنے

کے بعد بھی اسے اپنے شیخ کے برابر میں جگہ ملی،

اور وہ اپنے شیخ کے پہلو میں جا سوائے۔ اور یوں

حضرت بنوری کے تربیت یافتہ حضرت کے اور

ان کے جامعہ کے ان تینوں خادموں حضرت مفتی

احمد الرحمن، حضرت مولانا حبیب اللہ مختار،

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہم اللہ

تعالیٰ کو ان کے مربی حضرت بنوری رحمہ اللہ نے

اپنے زیر سایہ اس طرح لیا ہوا ہے جیسے ایک شفیق

ماں اپنے بچوں کو سینے سے لگا کر ان کو ہر آفت

سے محفوظ کر لیتی ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کو

حضرت بنوری اپنی اولاد کی طرح چاہتے تھے تو

آخری آرام گاہ کا نقشہ کچھ یوں بنتا ہے کہ حضرت

بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک طرف دو داماد ہیں

اور دوسری طرف دو بیٹے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کے جنازے میں

بلا مبالغہ لاکھوں افراد شریک ہوئے۔ ان لاکھوں

عقیدت مندوں، شاگردوں، علماء کرام اور عوام

الناس نے اپنی دعاؤں، آہوں اور سسکیوں کے

ساتھ حضرت ڈاکٹر صاحب کو رخصت کیا۔

اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمتیں نازل

فرمائے، ان کی قبروں کو نور سے بھر دے، ان کی

خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے، ان کے گلشن کی

حفاظت فرمائے۔ آمین ☆ ☆

## ”اندازِ بیاں اور“

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے مواعظ سے چند اقتباسات

مولانا محمد قاسم، کراچی

گزشتہ سے پوسٹ

اتری یعنی قرآن کریم، اس پر ایمان لانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ میرے بعد اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اب اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ جھوٹا ہوگا، دجال ہوگا، کذاب ہوگا، نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی نفی کر دی ہے۔“

پہلے اسلام، پھر پاکستان:

”وفاق المدارس والجامعات العربیہ وہ ادارہ ہے جو پاکستان میں تقریباً اٹھارہ ہزار چھوٹے بڑے مدارس کی نگرانی کر رہا ہے۔ میں بہت سے اسلامی اور عربی ملکوں میں گیا ہوں، آپ یقین کریں! کہیں بھی آپ کو یہ مدارس نظر نہیں آئیں گے۔ یہ خصوصیت پاک و ہند کی ہے۔ اسی طرح ان میں پڑھنے والے تقریباً پندرہ لاکھ طالب علم ہیں اور طلبہ کے ساتھ طالبات بھی سات لاکھ سے زیادہ تعداد میں ہیں۔ ان مدارس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انگریز کے دور کے اندر بھی ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ ان مدارس نے عوام الناس کے اندر ایمان کا جذبہ پیدا کیا، اس کے نتیجے میں پاکستان وجود میں آیا۔ اگر یہ علماء نہ ہوتے، مدارس نہ ہوتے تو پھر ہمیں دین سے تعلق نہ ہوتا۔ کون مطالبہ کرتا پاکستان کا اور نعرہ لگاتا کہ: ”پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا

حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب کا دیدار کیا۔ میں طالب علم تھا اور اپنے والد مرحوم کے ساتھ ایبٹ آباد گیا ہوا تھا، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک ڈگڈی والا اعلان کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ پہلے میری بات سنو، پھر کسی اور سے بات کرو۔ اعلان یہ تھا کہ آج دس بجے حضرت شاہ صاحبؒ کا کمپنی باغ میں بیان ہوگا۔ شاہ صاحب کا تذکرہ سنتے آئے تھے، ابھی تک دیکھا نہیں تھا تو میں اپنے والد مرحوم سے اجازت لے کر سیدھا کمپنی باغ چلا گیا۔ وہاں دیکھتا کیا ہوں کہ اسٹیج پر حضرت شاہ صاحبؒ بیٹھے ہوئے ہیں اور اللہ نے ان کو اتنا رعب دیا تھا کہ جیسے شیر بیٹھا ہوا ہو۔

انہوں نے پہلا مسئلہ بیان کیا ختم نبوت کا، سورہ بقرہ کی پہلی آیتیں پڑھیں: ”وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ“ فرمایا کہ میں یہاں سے ثابت کروں گا ختم نبوت کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پیغمبر نے آنا ہوتا اور ان پر کتاب اترا ہوتی تو اللہ تعالیٰ فرماتے: ”وَمَا أُنزِلَ مِنْ مَّ بَعْدِكَ“ حالانکہ یہ نہیں فرمایا، بس یہ فرمایا: ”وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام گزرے ہیں، ان پر ایمان لانا، یہ ہمارے ایمان کا جزو ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب

حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ کا کراچی میں جمعیت علماء اسلام کے جلسے سے خطاب:

”آج کا مجمع دیکھ کر ہمیں روحانی خوشی ہوئی ہے کہ الحمد للہ! مسلمانوں میں آج بھی دین کی حرارت موجود ہے۔ اسلام کے نام پر ہر مسلمان اپنی جان، مال، عزت قربان کر دینے کے لئے تیار ہے۔ میرے بزرگو اور بھائیو! اللہ کی اس نعمت کی قدر کریں کہ اللہ نے ہمیں اسلام کی نعمت بخشی ہے۔ پوری کائنات کے ایک خالق و مالک اور ایک رب کی عبادت کا حکم دیا ہے۔ جب کہ آپ کے دائیں بائیں ایسے لاکھوں نہیں، کروڑوں انسان موجود ہیں جن کو پتا ہی نہیں کہ ہمارا خالق کون ہے؟ مالک کون ہے؟ اپنے ہاتھوں سے مورتیاں بناتے ہیں اور ان کے سامنے پوجا ہو رہی ہے، بے جان چیزوں کی پوجا ہو رہی ہے، تو اللہ کا شکر ادا کریں جس نے ہمیں اسلام کی نعمت دی اور علماء کرام کا شکر یہ ادا کریں، جنہوں نے آج سے چودہ سو سال پہلے جو دین اللہ نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا تھا اور وہ آج تک ویسے کا ویسا اور تروتازہ موجود ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ یہود و نصاریٰ کی طرح علماء نے اس کے اندر تبدیلیاں نہیں کیں، بلکہ اس کو اپنی اصلی حالت میں آج تک ہمیں پہنچایا ہے۔ اسی لئے بھائیو! ہمیں دین پر قائم رہنا ہے۔ دنیا کی کامیابی بھی دین میں ہے اور آخرت کی کامیابی بھی اسی دین میں ہے۔“

امیر شریعت کانفرنس (ماتان) سے خطاب:

”زندہ قومیں ہمیشہ اپنے بزرگوں کو یاد رکھتی ہیں۔ مجھے وہ زمانہ یاد آیا جب میں نے پہلی دفعہ

کہنے لگا: میں تو سمجھا تھا کہ آپ اس لئے آئے ہیں کہ آپ بیت اللہ کی خاطر مذکرات کریں اور میں واپس چلا جاؤں۔ تو ان کا ایک بڑا عجیب جملہ ہے جو میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ اونٹ کا مالک میں ہوں اس لئے میں نے اونٹ کا مطالبہ کیا ہے، باقی رہا بیت اللہ! "إِنَّ لِهَذَا الْبَيْتِ رَبًّا يَخْمِي"..... اس گھر کا ایک رب ہے وہی اس کی حفاظت کرے گا..... اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ پھر اللہ نے کیسی حفاظت کی، اللہ چاہتا تو منیٰ کی پہاڑیوں میں سے ڈبل ہاتھی نکال کر ان پر حملہ کر دیتا، لیکن اللہ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ "وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ"..... اللہ تعالیٰ کے لشکر اللہ جانتا ہے۔..... چھوٹی چھوٹی چڑیاں بچوں اور چونچوں میں نکلریاں لے کر آئیں اور میزائل کا انہوں نے کام کیا: "فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ" تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ اس لئے میں اعدائے اسلام سے اور ہر وہ شخص جو ان مدارس کی دشمنی پر تھلا ہوا ہے، کہنا چاہتا ہوں کہ یاد رکھو! اگر تم مسلمان ہو اور تمہارا آخرت پر ایمان ہے تو فیصلہ کر لو کہ کل ابرہہ کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہونا چاہتے ہو یا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے

یہاں آ کر علماء کو انہوں نے چیلنج کیا کہ ہم سے عربی زبان میں مناظرہ کریں۔ اب ظاہر ہے کہ عام طور پر ہمارا ماحول عربی تو نہیں ہے، طلاق کے ساتھ عربی زبان علماء نہیں بولتے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کو پتا چلا تو انہوں نے فرمایا کہ چیلنج قبول کر لو، لیکن ایک شرط اور بڑھادو کہ مناظرہ عربی میں ہوگا اور شعر میں ہوگا۔ جب انہوں نے یہ سنا تو پھر پتا ہی نہیں چلا کہ وہ کہاں بھاگ گئے۔" روزِ قیامت کس کے جھنڈے تلے کھڑا ہونا چاہتے ہو؟

دشمنانِ اسلام سے وہ جملہ دہرانا چاہتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نے ابرہہ سے فرمایا تھا۔ ابرہہ ہاتھیوں کا لشکر لے کر بیت اللہ کو ڈھانے کے لئے حملہ آور ہوا تھا، منیٰ میں آ کر اس نے پڑاؤ ڈالا، اس وقت کی سب سے بڑی دینی و سیاسی شخصیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب تھے، وہ وہاں تشریف لے گئے، اس نے بڑا اکرام کیا اور پوچھا کہ آپ کیسے تشریف لائے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہاں میرے اونٹ چر رہے تھے، آپ کے فوجیوں نے ان اونٹوں کو پکڑ لیا ہے، مجھے وہ واپس دلاؤ۔ وہ

اللہ“ اس لئے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام پہلے ہے، پھر پاکستان ہے۔ اسلام نہ ہوتا تو پاکستان بھی نہ ہوتا۔ یہ بالکل ایسا ہے کہ ہر انسان جانتا ہے کہ پہلے باپ پھر بیٹا ہے۔ لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ پہلے پاکستان پھر اسلام، گویا یہ پاگل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پہلے بیٹا پھر باپ۔“ اسلام اور مدارس کی برکت:

”آج عوام الناس میں ایک مزدور کو لے لو، اس کو یہ معلوم ہے کہ میرا ایک خالق ہے جو تمام کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ یہ میری ماں ہے، میری بہن ہے، محارم غیر محارم کا فرق معلوم ہے، اس کو معلوم ہے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ یہ کس نے سکھایا؟ آج ان ملکوں کو دیکھو، انڈس کو دیکھو! جہاں مدارس ختم ہوئے، آج وہاں مسلمان ڈھونڈنے سے نہیں ملتا۔ یہ اسلام اور ان مدارس کی برکت ہے کہ آج ہر مسلمان کم از کم حلال و حرام جانتا ہے۔ وہ تو میں جن کے ہاں آسانی ہدایت ختم ہو چکی ہے، وہاں حالت یہ ہے، میرے ایک جاننے والے نے بتایا، یورپ کے ایک شہر میں میرے پڑوس میں ایک گورا رہتا ہے، اس نے اپنی بیٹی کو بیوی بنا رکھا ہے، بچے جن رہا ہے اور بس سے مس نہیں ہوتا کہ میں کوئی بُرا کام کر رہا ہوں۔ حالانکہ تمام آسانی مذاہب کے اندر محارم سے نکاح حرام ہے۔“

(”تحفظ مدارس دینیہ اور اسلام کا پیغام امن کانفرنس“ ملتان، ۲۰ مارچ ۲۰۱۳ء)

قادیانیوں سے عربی میں مناظرہ کا چیلنج: ”ایک مرتبہ کچھ قادیانی نوجوان قاہرہ چلے گئے اور جامعہ ازہر میں تھوڑا کچھ پڑھ پڑھا کر آ گئے اور وہاں کی لوکل زبان عربی ان کو آگئی اور

ESTD 1880

سوسال سے زائد بہترین خدمت

ABS

**ABDULLAH**  
**BROTHERS SONARA**

**عبداللہ برادرز سوئارا**

Formerly: H. Elyas Sonara

Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,  
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363



جھنڈے کے نیچے کھڑا ہونا چاہتے ہو۔“

(دارالعلوم کراچی میں خطاب، ۲۳ مارچ ۲۰۱۳ء)  
جمعیت علماء اسلام کے صد سالہ اجتماع (اضاخیل) سے خطاب (۱۷ اپریل ۲۰۱۷ء):  
”حضرت مفتی محمود جمعیت کے امیر تھے اور پارلیمنٹ کے ممبر بھی تھے، اسمبلی سے باہر ہمارے شیخ حضرت بنوری قادیانیوں کے خلاف تحریک چلا رہے تھے اور پارلیمنٹ کے اندر مفتی محمود صاحب کام کر رہے تھے۔ جب انہوں نے مرزا قادیانی کے بارہ میں پوری تفصیل بیان کی تو ہم نے اس وقت سنا کہ ہر ممبر یہ سوچتا تھا کہ یہ تو ایک شریف انسان نہیں ہے۔ نبوت بڑی اونچی بات ہے، یہ شریف انسان نہیں ہے۔ اس وقت میں طالب علم تھا، میں نے خود اسے پڑھنا شروع کیا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ شریف کیا: یہ تو ایک انسان نہیں ہے، نارمل انسان نہیں ہے۔“

اب آپ خود اندازہ لگائیے! ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ نے میرے ساتھ وہ کیا جو مرد، عورت سے کرتا ہے۔ (نعوذ باللہ) اس نے اللہ کو انسان تصور کیا، یہ خود کفر کی بات ہے۔ اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ اور کہا کہ مجھے حمل ہو گیا۔ بھی! اگر تو عورت ہے تو عورت تو پیغمبر بن ہی نہیں سکتی نا، اور اگر مرد ہے پھر تو مفعول ہوا اور تو م لوط پر عذاب اسی لئے آیا کہ وہ اس گندے کام میں مبتلا تھے۔ اور پھر کہتا ہے کہ جب نو مبینے ہوئے، میرا پیٹ بڑھ گیا اور مجھے تکلیف شروع ہو گئی تو میں چار پائی سے نیچے اترا، دونوں پاؤں کے بل بیٹھا اور زور لگایا، جب زور لگایا تو اندر سے میں خود نکل آیا۔ یہ پاگلوں والی باتیں ہیں۔ کیا یہ عادی (نارمل) انسان کی باتیں ہیں؟ بتاؤ! گز

کھانے کا اسے شوق تھا، گڑ کھاتا تھا اور جب کے اندر گز بھی اور مٹی کے ڈھیلے بھی پیشاب خشک کرنے کے لئے رکھتا تھا، اب وہ کبھی گڑ سے استنجا کر رہا ہے اور کبھی اسے کھا رہا ہے۔ اسے پتا ہی نہیں کہ دایاں جو تان کون سا ہے، بایاں کون سا ہے تو جو عادی (نارمل) انسان نہیں ہے وہ کیسے پیغمبر بن سکتا ہے؟“

مفتی محمود کے جانشین: مولانا فضل الرحمن  
”اللہ تعالیٰ نے ہمیں علماء کرام دیے ہیں اور دین کی جماعتیں دی ہیں، انہی میں ایک جمعیت علماء اسلام ہے، پہلے اس کے بڑے ہمارے حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ جیسے انسان تھے، آج ان کے صاحبزادے (مولانا فضل الرحمن) جو اس کی قیادت کے اہل ہیں۔ عربی میں کہا جاتا ہے: ”خَيْرُ خَلْفٍ لِخَيْرِ سَلْفٍ“ آج اللہ تعالیٰ نے جمعیت کو ایسا قائد دیا ہے، جو جرات کے ساتھ پارلیمنٹ کے اندر بھی اسلام کا دفاع کرتا ہے، مدارس کا دفاع کرتا ہے، مساجد کا دفاع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان سے اور زیادہ دین کا کام لے، آمین!“

عقیدہ ختم نبوت کو بیان کریں:  
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے آٹھویں امیر مرکز یہ منتخب ہونے کے بعد (۲۲ فروری ۲۰۱۵ء کو گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی میں) خطاب:

”میرے بزرگوار اور بھائیو! خاص طور پر علماء کرام سے مخاطب ہوں کہ ہر عالم جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک مقام دیا ہے، یا ہر وہ عالم جو کہیں امام ہے، کہیں خطیب ہے، ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے اپنے دائرے میں خاص طور پر عقیدہ ختم نبوت کو

اس طرح بیان کریں کہ ہمارے مقتدیوں اور ان کے ذریعے ان کے گھر والوں کو معلوم ہو کہ ختم نبوت کا مسئلہ کیا ہے اور ہمیں کیا عقیدہ رکھنا اور ایمان لانا ہے اور منکرین ختم نبوت کے بارہ میں ہمیں کیا سوچنا ہے! اللہ جزائے خیر دے، اکابر علماء کرام نے اس موضوع پر اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ اب ہمارا کام یہی ہے کہ ہم ان کو پڑھیں اور معلومات حاصل کریں اور اس کو آگے تک پہنچائیں۔ اگر آپ امام ہیں، خطیب ہیں تو پانچ نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد، جس میں مقتدی زیادہ ہوں، آپ کا درس ضرور ہونا چاہیے، اس درس کے اندر، ضمنی طور پر سہی، یہ مسائل بھی ہونے چاہئیں، اور جیسا کہ شرعی قاعدہ ہے: ”كَلُمُوا النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُوبِهِمْ“... لوگوں کی جو ذہنی سطح ہے، اس کے مطابق آپ گفتگو کریں، جو ان کی سمجھ میں آئے۔ باریک مسائل نہیں، کھلے کھلے مسائل بیان کریں۔ قادیانی فتنہ کے خلاف حضرت بنوری کا جذبہ:

”ہمارے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کے دور امارت میں قادیانی مسئلہ حل ہوا اور پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، اتفاق کی بات ہے کہ میں اس وقت مصر میں تھا، پی ایچ ڈی کر رہا تھا، چند دنوں ہی کے بعد میں چھٹیوں میں کراچی آ گیا۔ حضرت بنوری کا یہ جذبہ تھا کہ پوری دنیا میں جہاں بھی قادیانی فتنہ ہے، وہاں تک پہنچا جائے اور وہاں کے علماء کو بتایا جائے کہ قادیانیت کیا ہے اور پاکستان میں اس کے بارہ میں کیا فیصلہ ہوا ہے؟! پارلیمنٹ میں بحث کے دوران ”ملت اسلامیہ کا

## خانقاہ تھریچانی پنوعاقل کے سجادہ نشین

### دادا سائیں کی وفات

خانقاہ عالیہ قادر یہ تھریچانی شریف کے سجادہ نشین میاں جی عبدالعزیز المعروف ڈاڈا سائیں ۷۱ سال کی عمر میں یکم شوال المکرم ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۴ مئی ۲۰۲۱ء عید الفطر کے دن وفات پا گئے۔ مرحوم سلسلہ قادر یہ راشد یہ کے معروف شیخ طریقت حضرت مولانا سائیں محمد حسن شاہ پور چاکر سندھ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ساگی پنوعاقل میں قال اللہ وقال الرسول اور حق ہو، اللہ ہو کی صدائیں بلند کئے ہوئے تھے۔

آپ کے والد گرامی حضرت مولانا محمد ہارون حضرت شیخ النفسیر مولانا احمد علی لاہوری کے خلیفہ مجاز تھے اور دادا میاں جی عبدالعزیز اول مرشد الموحدین حضرت شاہ تاج محمود امروٹی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے اور اپنے شیخ کے محب و محبوب تھے۔ حضرت امروٹی نے وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ مجھے غسل اور میرا جنازہ میاں جی عبدالعزیز پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت امروٹی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد میاں جی عبدالعزیز نے آپ کو غسل دیا اور جنازہ بھی پڑھایا۔

یہ سارا خاندان صلحاء اور مشائخ کا خاندان ہے۔ جہاں دن رات اللہ، اللہ کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ مرحوم نے آنکھ کھولی تو ان کے کان میں اللہ، اللہ کی پاکیزہ آوازیں سنائی دیں۔ آپ جمعیت علماء اسلام کے فدائیوں اور سپاہیوں میں سے تھے۔ تحریک ختم نبوت سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ چنانچہ ۲۰۰۰ء میں محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ”سکھر ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تو دادا سائیں ملنے کے لئے تشریف لے گئے اور ان سے دعائیں لیں اور ان کے لئے دعا کی نیز دادا سائیں کے بھائی حافظ عبید اللہؒ ۱۳ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ کو وفات پا گئے موخر الذکر نے مدرسہ کا نظم سنبھالا ہوا تھا۔ مولانا محمد حسین ناصر حفظہ اللہ کی معیت میں دادا سائیں کے سجادہ نشین مولانا محمد طاہر سے ۲۰ جون ۲۰۲۱ء کو ملاقات کی اور تعزیت کا اظہار کیا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

موقوف“ نامی ایک کتاب اردو میں تیار کی گئی جس میں قادیانیوں کے عقائد اور امت مسلمہ کے خلاف جو ان کے عزائم تھے، درج ہیں۔ وہ پارلیمنٹ کے ہر ممبر کو پیش کی گئی تھی اور پوری کتاب اسمبلی میں پڑھ کر سنائی گئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ کے تمام ممبرز کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص (مرزا غلام احمد قادیانی لعین) تو ایک شریف انسان بھی نہیں ہے، نبوت تو بڑی چیز ہے۔ حضرت بنوریؒ نے مجھے فرمایا کہ تم اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کرو تا کہ علمائے عرب کو پیش کی جائے اور انہیں معلوم ہو کہ یہ کیا فتنہ ہے اور اس کے بارہ میں کیا فیصلہ ہوا ہے!...

آج بھی میں حیران ہوں کہ وہ حضرت بنوریؒ کی کرامت تھی کہ چند دنوں میں عربی میں ترجمہ بھی ہو گیا، کتاب چھپ بھی گئی اور اس کے بعد سینکڑوں نسخے لے کر حضرت بنوریؒ عرب ممالک کے دورے پر تشریف لے گئے۔ حضرت بنوریؒ کے ساتھ میں اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ بھی تھے۔ پہلے حرمین شریفین میں حاضری ہوئی اور وہاں علماء کرام سے ملے، ان کو وہ کتابیں دیں۔ ہمارا پہلا قیام مشرقی افریقہ نیروبی میں رہا، وہاں اطلاع ملی کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب شدید بیمار ہیں، اس لئے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ واپس کراچی آئے، اب حضرت بنوریؒ کے ساتھ میں ہی ایک خادم رہ گیا۔ آپ جس جگہ بھی تشریف لے جاتے تو وہاں پر علماء کرام کو جمع کرتے، ان کو قادیانی مسئلہ سمجھاتے، یہ کتابیں تقسیم ہوتیں اور وہاں ایک مجلس بنا دیتے، چند لوگوں کو تیار کرتے کہ آپ نے یہ کام کرنا ہے۔“

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

## سیرت پاک کے چند روشن ابواب

قسط: ۲۲

حافظ محمود راجا، سجاول

مردوں کی فہرست میں شمار کیا کرو اور ہر پتھر اور درخت کے قریب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو (تاکہ قیامت میں اس کی گواہی دینے والے زیادہ ہو جائیں) اور جب کوئی بری حرکت ہو جائے تو اس کی تلافی کے لئے کوئی نیک عمل کرو، اگر برائی چھپ کر کی ہے تو اس کی تلافی میں نیک عمل بھی چھپ کر کرو اور برائی اعلانیہ ہوئی ہے تو اس کی توبہ اور تلافی بھی اعلانیہ کی جائے۔ (فضائل صدقات)

حضرت ابن مسعود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت تو قریب آتی جا رہی ہے اور لوگ دنیا کی حرص میں اور حق تعالیٰ شانہ سے بعید ہونے میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ (ترغیب)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کوئی شخص تم میں سے یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بغیر سکھے علم عطا فرمائے اور بغیر کسی کے راستہ دکھائے ہدایت عطا فرمائے کوئی تم میں سے ایسا ہے جو یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندھے پن کو دور فرما کر اس کے دل کی نگاہ کو کھول دیں، اگر ایسا چاہتے ہو تو سمجھ لو کہ جو شخص دنیا سے بے رغبتی کرے اور اپنی امیدوں کو مختصر رکھے، اللہ تعالیٰ اس کو بغیر سکھے علم عطا فرماتے ہیں اور بغیر کسی کے راستے دکھائے خود ہدایت فرماتے ہیں۔ (درمنثور)

لوگ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے (کہ وہ کسی کام کا ارادہ فرمائے اور کوئی اس میں رکاوٹ ڈال دے)۔ (فضائل صدقات)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا مونڈھا پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ دنیا میں اس طرح زندگی گزار دو جیسا کہ کوئی مسافر راستہ چلنے والا ہے اور ہر وقت اپنے آپ کو قبرستان والوں میں سمجھا کرو، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابن عمرؓ (اور بعض روایات میں یہ مقولہ ابن عمرؓ کا ہے) جب صبح ہو جائے تو شام تک کی زندگی کا یقین نہ کرو، اور جب شام ہو جائے تو صبح تک کی زندگی کی امید نہ باندھو، اپنی صحت کی حالت میں بیماری کے زمانہ کے لئے نیک عمل کر رکھو اور اپنی موت کے لئے اپنی زندگی ہی میں تیاری کر لو، کل کو معلوم نہیں کہ تمہارا نام کیا ہو جائے۔ (یعنی کن لوگوں میں شمار ہو جائے، نیک لوگوں میں یا بد لوگوں میں فممنہم شقی وسعید)

حضرت معاذؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کچھ نصیحت فرمادیجئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کیا کرو، گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، وہ تمہارے سامنے ہے اور اپنے آپ کو ہر وقت

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! سب سے زیادہ سمجھدار اور سب سے زیادہ محتاط آدمی کون ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص موت کو کثرت سے یاد رکھتا ہو اور موت کے لئے ہر وقت تیاری میں مشغول رہتا ہو، یہی لوگ ہیں جو کہ دنیا کی شرافت اور آخرت کا اکرام حاصل کرنے والے ہیں۔ (ترغیب)

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہؓ نے ایک باندی قرض خریدی اور ایک مہینہ کا وعدہ قیمت ادا کرنے کا کر لیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اسامہ نے ایک مہینہ کے وعدہ پر قرض خریدا۔ اسامہ کو بھی اپنی زندگی کی بڑی لمبی امید ہے، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ مجھے آنکھ کے پل جھپکنے تک بھی اپنی زندگی کا یقین نہیں ہوتا اور پانی پینے کا پیالہ جب میں اٹھاتا ہوں تو اس کے رکھنے تک بھی مجھے اپنی زندگی کا یقین نہیں ہوتا اور جب لقمہ کھاتا ہوں تو اس کے نلکنے کا بھی موت سے پہلے پہلے یقین نہیں ہوتا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے (موت، قیامت، حساب وغیرہ) سب چیزیں ضرور آنے والی ہیں اور تم

حضرت جابرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف خواہشات کی کثرت اور امیدوں کے بڑھ جانے کا ہے، خواہشات حق سے بنا دیتی ہیں اور امیدوں کا طویل ہونا آخرت کو بھلا دیتا ہے۔ یہ دنیا بھی چل رہی ہے اور ہر دن دور ہوتی جا رہی ہے اور آخرت بھی چل رہی ہے اور ہر دن قریب ہوتی جا رہی ہے۔

(فضائل صدقات، حصہ دوم)  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے ارشاد فرمایا اگر تو قیامت میں میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو دنیا میں ایسے گزار دینا جیسا کہ مسافر سواری پر جاتا جاتا کہیں ذرا ٹھہر جائے، اور مال داروں کے پاس بیٹھنے سے احتراز کرنا اور کپڑے کو اس وقت تک بیکار کر کے نہ چھوڑنا جب تک اس میں پیوند لگ جائیں۔

ابو عثمان ہندیؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو منبر پر خطبہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا کہ ان کے کرتے پر بارہ پیوند لگ رہے تھے۔

(تنبیہ الغافلین)  
ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس سے اللہ جل شانہؓ بھی مجھ سے محبت فرمائیں اور آدمی بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بے رغبتی پیدا کر لو اللہ تعالیٰ شانہؓ تم کو محبوب رکھیں گے اور لوگوں کے پاس جو چیزیں ہیں (مال وغیرہ) ان سے بے رغبتی پیدا کر لو، وہ بھی تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (الترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت جبرئیلؑ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جتنے دن بھی زندہ رہیں، موت بہر حال ایک دن آنے والی ہے اور جو عمل بھی آپ کریں گے، (بھلا یا برا) اس کا بدلہ ملے گا اور جس سے بھی آپ دنیا میں تعلقات پیدا کریں، اس سے ایک دن جدا ہونا پڑے گا۔ (اس کی موت سے یا اپنی موت سے ہو) یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ آدمی کا شرف تہجد کی نماز ہے اور آدمی کی عزت لوگوں سے استغنا ہے۔ (ترغیب)

حضرت سہلؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول چھنے ہوئے آنے کی روٹی کھانے کا تھا؟ حضرت سہلؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال تک چھنے ہوئے آنے کو دیکھا بھی نہ ہوگا، پھر اس نے پوچھا کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ حضرات کے یہاں چھلنیاں نہیں تھیں؟ حضرت سہلؓ نے فرمایا: چھلنیوں کا دستور نہیں تھا، انہوں نے پوچھا کہ بغیر چھنے جو کے آنے کو کیسے کھاتے تھے؟ حضرت سہلؓ نے فرمایا: آنے میں پھونک مار دیا کرتے تھے، جس سے منکے اڑ جاتے تھے، باقی پکا لیا کرتے تھے۔ (شمال ترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں جب پیٹ بھر کر کھانا کھاتی ہوں تو میرا رونے کو بے اختیار دل چاہتا ہے، پس رونے لگتی ہوں، کسی نے عرض کیا کہ یہ کیا بات ہے؟ فرمانے لگیں: مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد آ جاتا ہے کہ گوشت سے یا روٹی سے کبھی بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال تک دن میں دو مرتبہ پیٹ بھر کر تناول فرمانے کی بات نہیں آئی۔ (شمال ترمذی)

ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ ایک روٹی کا ٹکڑا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا چیز ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آج روٹی پکائی تھی، میرے دل نے بغیر آپ کے نوش فرمائے کھانا گوارا نہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دن کے اندر یہ پہلی چیز ہے جو تمہارے باپ کے منہ میں جا رہی ہے۔ (فضائل صدقات، حصہ دوم)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سب سے پہلی بدعت جو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئی، وہ پیٹ بھر کر کھانے کی ہے جب آدمیوں کے پیٹ بھر جاتے ہیں تو ان کے نفوس دنیا کی طرف جھکنے لگتے ہیں۔

(فضائل صدقات، حصہ دوم)  
حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتوحات کی کثرت بہت ہو گئی تو ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ نے عرض کیا کہ جب دوسرے ملکوں کے قاصد آئیں تو آپ باریک کپڑے پہن لیا کریں اور کسی کو کھانا پکانے کا حکم فرما دیا کریں تاکہ آپ ان لوگوں کو کھلائیں اور آپ بھی ان کے ساتھ کھایا کریں۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے کہ آدمی کے حالات سے اس کے گھر والے ہی اچھی طرح واقف ہوا کرتے ہیں۔ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا بے شک! حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اتنے سال تک زندہ رہے، اس زمانہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گھر والے اگر رات کا کھانا نوش فرما لیتے تھے تو دن میں بھوکا رہتے تھے اور

نے قرآن شریف کی آیت ”فمن یرد اللہ ان یرہدہ یشرح صدرہ“ (سورہ انعام) تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جس کو ہدایت فرمانے کا ارادہ فرماتے ہیں، اسلام کے لئے اس کے سینہ کو کھول دیتے ہیں، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کا نور جب سینہ میں داخل ہو جاتا ہے تو سینہ اس کے لئے کھل جاتا ہے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کوئی علامت ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دھوکہ کے گھر دنیا سے بعد پیدا ہونا، ہمیشہ رہنے والے گھر (آخرت) کی طرف رجوع اور موت آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا۔ (مشکوٰۃ)

نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو کپڑے تیار کئے ایک لنگی ایک چادر، ان میں سے اس نے ایک پہلے بھیج دیا دوسرے کے بھیجنے میں دیر لگی، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس طرح بدن پر لپیٹ کر کہ دونوں کونوں پر گردن پر گرہ لگائی تھی (کہ بدن کھل نہ جائے) پہن کر نماز کے لئے تشریف لے گئے کہ دوسرا کپڑا نہ تھا، جس کو پہن کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے، اسی طرح اور واقعات گنوتے رہے۔ یہاں تک کہ ان واقعات کو یاد دلوا کر حضرت حفصہؓ کو بھی

اگر دن میں کھا لیتے تو رات کو بھوکے رہتے تھے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نبوت کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اتنے سال تک زندہ رہے، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گھر والوں نے خیر کے فتح ہونے تک کبھی پیٹ بھر کر کھجوریں بھی نہیں کھائیں، میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہیں معلوم نہیں کہ ایک مرتبہ تم نے اونچے خوان پر (میز کی طرح) کھانا رکھ دیا تھا، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر تغیر آ گیا تھا، یہاں تک کہ اس کو ہٹا کر زمین پر کھانا

رکھا گیا، میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عبا کو (چادر کی ایک قسم) دوہرا کر کے اس پر آرام فرمایا کرتے تھے تم نے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سب سے پہلی بدعت جو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئی، وہ پیٹ بھر کر کھانے کی ہے جب آدمیوں کے پیٹ بھر جاتے ہیں تو ان کے نفوس دنیا کی طرف جھکنے لگتے ہیں

اس کو ایک مرتبہ چوہرا کر کے بچھا دیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے رات کو اٹھنے سے روکا، اس کو دوہرا ہی کرو، جیسا کہ روزانہ ہوا کرتا تھا۔ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہیں معلوم نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا دھونے کے لئے بدن مبارک سے اتارتے اور اس کو دھوتے ایسی حالت میں اگر حضرت بلالؓ نماز کے لئے بلانے آ جاتے تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوسرا کپڑا نہ تھا، جس کو پہن کر نماز پڑھاویں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو خشک کر کے پہن کر نماز پڑھاتے تھے، میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنو ظفر کی ایک عورت

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم دس آدمی جن میں ایک میں بھی تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک انصاریؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا سب سے زیادہ محتاط اور سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہوں اور موت کے لئے سب زیادہ تیاری کرنے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جو کہ دنیا کی شرافت اور آخرت کا اعزاز لے اڑے۔

رلا دیا اور خود بھی اتنے روئے کہ چیخیں نکل گئیں، ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ اس غم میں کہیں ان کی جان نہ نکل جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے دور فقیق تھے (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ) وہ دونوں ایک ہی راستہ پر چلے اگر میں ان کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کروں تو میرے ساتھ بھی وہ معاملہ نہیں کیا جائے گا، جو ان کے ساتھ کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی قسم میں ان کی (دنیا کی) سخت زندگی پر اپنے آپ کو مجبور کروں گا، تاکہ (آخرت کی) ان کی شاداب زندگی کو پاسکوں۔ (احیا) ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

اس کو ایک مرتبہ چوہرا کر کے بچھا دیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے رات کو اٹھنے سے روکا، اس کو دوہرا ہی کرو، جیسا کہ روزانہ ہوا کرتا تھا۔ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہیں معلوم نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا دھونے کے لئے بدن مبارک سے اتارتے اور اس کو دھوتے ایسی حالت میں اگر حضرت بلالؓ نماز کے لئے بلانے آ جاتے تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوسرا کپڑا نہ تھا، جس کو پہن کر نماز پڑھاویں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو خشک کر کے پہن کر نماز پڑھاتے تھے، میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنو ظفر کی ایک عورت

(ابن ماجہ، ترفیہ، فضائل صدقات، حصہ دوم)

☆☆.....☆☆

### بقیہ:.....گوشن بنوری کا ایک اور پھول کھلا گیا

اس کے ناظم اعلیٰ رہے۔ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ کے بعد ۱۹۹۷ء میں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ وفاق کی مجلس عاملہ کے رکن بنائے گئے۔ ۲۰۰۱ء میں نائب صدر مقرر ہوئے، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ کی وفات (جنوری ۲۰۱۷ء) کے بعد تقریباً ۹ ماہ قائم مقام صدر رہے۔ ۱۴/۱۳/۱۳۳۹ھ/۵/اکتوبر ۲۰۱۷ء میں آپ کو متفقہ طور پر مستقل صدر منتخب کیا گیا۔ ۶/۲۰/القعدہ ۱۴۳۲ھ/۱۷/جون ۲۰۲۱ء کو آپ دوسری بار متفقہ طور پر صدر وفاق منتخب کئے گئے۔ نیز آپؒ پانچوں مکاتب فکر کے بورڈز کے مشترکہ پلیٹ فارم ”اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ“ کے بھی صدر تھے۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے علماء، طلباء اور عوام کی رہبری و راہنمائی کے لئے عربی اور اردو دونوں زبانوں میں کتابیں اور رسائل تالیف فرمائے اور کچھ کتب کے تراجم کئے، ان سب کے نام درج ذیل ہیں:

۱: تدوین الحدیث، ۲: مؤقف الامۃ الاسلامیۃ فی القادیانیۃ، ۳: اختلاف الامۃ والصراط المستقیم، ۴: الطریقۃ العصریۃ، ۵: کیف تَعَلَّم اللغۃ العربیۃ لغیر الناطقین بہا، ۶: القاموس الصغیر، ۷: جماعۃ التبلیغ و منہجہا فی الدعویۃ، ۸: هل الذکریۃ مسلمون، ۹: الفرق بین القادیانیین و بین سائر الکفار، ۱۰: الاسلام و اعداد الشباب، ۱۱: تبلیغی جماعت اور اس کا طریقہ کار، ۱۲: چند اہم اسلامی آداب، ۱۳: محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۴: حضرت علیؑ اور حضرات خلفائے راشدینؓ  
آپ کی زیادہ تر تصانیف اردو سے عربی اور کچھ عربی سے اردو میں مترجم ہیں، جب کہ مشہور کتاب ”الطریقۃ العصریۃ“ عرصہ دراز سے وفاق المدارس کے نصاب میں شامل ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے عربی و اردو میں بے شمار مقالات و مضامین سپرد قلم فرمائے، جو عربی و اردو مجلات، رسائل و جرائد اور اخبارات کی زینت بنے اور مختلف کانفرنسوں میں آپؒ نے ان کو پڑھا۔ ان میں سے اردو مضامین تین مجموعوں کی شکل میں مرتب ہو چکے ہیں: ۱: مشاہدات و تاثرات، ۲: اصلاحی گزارشات، ۳: تحفظ مدارس اور علماء و طلباء سے چند باتیں۔ اس کے علاوہ آپ روزنامہ ”جنگ“ کے مقبول عام سلسلہ ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ کے مستقل کالم نگار تھے، جب کہ ماہنامہ ”بینات“ کے مدیرِ مسئول اور ماہی عربی مجلہ ”الینات“ کے ”المشرف العام“ بھی تھے۔

ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ آپ کی باطنی تربیت میں بھی اکثر حصہ حضرت بنوریؒ ہی کا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ اور حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی نور اللہ مرقدہ کی صحبتوں سے بھی مستفید ہوتے رہے۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہما اللہ تعالیٰ سے آپ مجاز ہوئے۔

چونکہ آپ پر اِخفا اور تواضع کا غلبہ تھا، اس لئے آپ نے زیادہ لوگوں کو بیعت نہیں کیا، اس کے باوجود جب تک آپ کی صحت نے اجازت دی، آپ ہر منگل کو بعد نماز عصر دفترِ اہتمام میں حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی کوئی کتاب پڑھ کر طلباء اور متعلقین کی تربیت فرماتے رہے۔

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے وصال کے بعد ایک عرصہ تک حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی یہ کیفیت رہی کہ جہاں شیخ کا تذکرہ چھڑتا تو آپ کی آنکھیں ضبط نہ کر پاتیں اور پھر بڑے والہانہ انداز میں شیخ کے واقعات سناتے۔ بالآخر آپ اپنے شیخ کی تمام نسبتوں کے امین اور ان کے مسند نشین و جانشین بنے۔ شیخ بنوریؒ بیک وقت ”صدر وفاق، امیر مرکز یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، رئیس و شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری

ناؤن“ تھے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب بھی اپنی زندگی کے آخری سالوں میں ان تمام مناصب پر اپنے شیخ کی یادگار رہے۔ آپ فنا فی الشیخ کی تصویر اور شیخ کی نسبت اتحادی کا مظہر اتم تھے۔ اپنے شیخ ہی کی نسبت سے آپ پورے ملک کے مشائخ و اہل اللہ کے معتمد، مرجع الخلاق، اور ایسی غیر متنازع شخصیت تھے کہ سب کی عقیدت و احترام آپ کو حاصل تھا اور آپ کی مجلس و صحبت سے استفادہ کرنا ہر کوئی اپنی سعادت سمجھتا تھا۔

آپ تمام ہی دینی جماعتوں اور تحریکوں کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے، خصوصاً جمعیت علمائے اسلام کے حضرت بنوریؒ کی طرح آپ بھی ہمیشہ قدر دان رہے، ان کی سیاسی دینی خدمات کو سراہتے تھے، قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم سے انتہائی محبت فرماتے تھے۔ جمعیت کے کراچی کے جلسے، صد سالہ اجتماع اضانیل میں باقاعدہ شرکت فرمائی اور خطاب بھی کیا، آزادی مارچ میں چونکہ آپ علی تھے، اس لئے آپ نے حضرت مولانا فضل الرحمن کے نام خط تحریر فرما کر ان کے مؤقف کی تائید کی اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ناؤن کا ایک وفد شرکت کے لئے بھیجا۔

حضرت بنوریؒ کی رفاقت میں عرب ممالک، براعظم افریقہ وغیرہ میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں سفر کئے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ناؤن کے فضلاء کے قائم کردہ دینی مدارس میں بارہا تشریف لے گئے۔ برطانیہ میں قادیانیت کا تعاقب کرنے کے لئے اور وہاں مقیم مسلمانوں کے ایمانوں کے تحفظ کی خاطر ہر سال برمنگھم ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لے جاتے رہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب اگر چہ وہیل چیئر پر تھے، لیکن بظاہر ٹھیک تھے، وصال سے کچھ دن پہلے آپ کو بخار رہنے لگا تھا، اسی لئے ہسپتال میں داخل کرایا گیا، وہاں حضرت کی بہو اور صاحب زادے مولانا سعید اسکندر صاحب کی اہلیہ محترمہ جو ڈاکٹر بھی ہیں، ساتھ رہیں اور آپ کی بھرپور خدمت اور تیمارداری کی، لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم غالب آ کر ہی رہتا ہے، اس طرح حضرت ڈاکٹر صاحب ہزاروں علماء و صلحاء، طلباء و طالبات اور لاکھوں عقیدت مندوں خصوصاً جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ناؤن کے اساتذہ و طلباء و طالبات اور عملہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین، مبلغین، کارکنان اور رضا کاران، وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے وابستہ ہزاروں مدارس کے اساتذہ و طلباء اور وفاق کاملہ، اقرار و صحت الاطفال ٹرسٹ پاکستان کی دوسو شاخوں میں زیر تعلیم ۸۰ ہزار سے زائد بچے بچیاں اور عملے کے افراد اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے بے شمار فرزندگان بنوری اور اپنے پسماندگان کو چھوڑ کر خیرۃ القدس میں جا بیٹھے۔

آپ کی تجسیم و تکفین کے بعد آپ کا جنازہ زیارت عام کے لئے جامعہ میں درجہ سابع کی درس گاہ (پرانے دارالحدیث) میں رکھا گیا، جہاں علماء و طلباء اور عوام الناس نے لمبی قطاروں میں لگ کر آپ کا آخری دیدار کیا۔ آپ کی رحلت کی خبر عام ہوتے ہی جامعہ میں عوام کا رش بڑھنا شروع ہو گیا تھا، جو جنازہ کے وقت انسانی سمندر میں تبدیل ہو چکا تھا۔ جامعہ کی مسجد تنگ دامان ہونے کے بعد اطراف کی سڑکوں جسد روڈ سے جیل چورنگی اور اسلامیہ کالج تک بھر چکی تھیں، ہر جانب لوگ ہی لوگ تھے۔ بلاشبہ یہ کراچی کی تاریخ کا ایک بہت بڑا جنازہ تھا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کی نماز جنازہ میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ناؤن کے اساتذہ و طلباء کے علاوہ دارالعلوم کراچی کے نائب صدر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر حضرت مولانا انوار الحق، جامعہ فاروقیہ کے مہتمم حضرت مولانا عبید اللہ خالد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا، جمعیت علمائے اسلام کے قائدین، قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن کے برادر مولانا عبید الرحمن، مفتی ابرار، مولانا راشد سومرو، قاری محمد عثمان، سینیئر مولانا فیض محمد، مدارس کے مہتممین، اور مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے علاوہ خلق کثیر شریک ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحب زادے حضرت مولانا ڈاکٹر سعید خان اسکندر زید مجدہم نے پڑھائی۔ جنازہ

سے قبل حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اپنے مختصر خطاب میں حضرت ڈاکٹر صاحب کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

نماز جنازہ کے بعد جامعہ کے احاطہ میں واقع حضرت بنوری کی قبر کی دائیں جانب آپ کی قبر بنائی گئی، گویا ساری زندگی جس شیخ پر فدا رہے اور ان کے بعد ان کے گلشن کی آب یاری و نگہبانی کرنے میں اپنی زندگی صرف کی، وصال کے بعد انہیں کے پہلو میں جاسوئے اور حشر میں ان شاء اللہ! اپنے شیخ بنوری اور مصاحبین کی معیت میں انہی کے ساتھ اٹھیں گے۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی مجلس شوریٰ نے متفقہ طور پر محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے صاحبزادہ حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم کو ادارہ کا مہتمم، حضرت مولانا سید احمد یوسف بنوری دامت برکاتہم کو نائب مہتمم، حضرت ڈاکٹر صاحب کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا سعید خان اسکندر صاحب دامت برکاتہم کو بدستور معاون مہتمم اور حضرت مولانا محمد انور بدخشان دامت برکاتہم کو شیخ الحدیث کی ذمہ داریاں سپرد کی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ شوریٰ کے اس فیصلہ میں برکت عطا فرمائے، ان حضرات کی مدد و نصرت فرمائے، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کو مزید ترقیات سے نوازے، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ذمہ داران، معاونین، اساتذہ، طلباء، عملہ اور ان کے ختمین کی ہر اعتبار سے حفاظت فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کے نسبی پسماندگان و لواحقین میں ایک بیوہ، دو صاحب زادے: (مولانا ڈاکٹر سعید خان اسکندر اور مولانا مفتی یوسف خان اسکندر ہیں، جو ماشاء اللہ عالم و مفتی اور دینی خدمات میں مشغول ہیں) اور تین صاحب زادیاں ہیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحب راقم الحروف کے دورہ حدیث کے اساتذہ میں سے آخری استاذ تھے، حضرت کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر اور آپ کے ساتھ بات چیت کر کے اپنے آپ کو بہت ہی زیادہ خوش قسمت سمجھا کرتا تھا۔ آپ کے وصال پر راقم الحروف بھی وہی دعا کرتا ہے جو حضرت ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون میں حضرت بنوری قدس سرہ کے لئے لکھی ہے کہ:

”اے اللہ! ہم ضعیف و ناتواں ہیں، ہمیں صبر جمیل عطا فرما اور اے اللہ! ہمارے شیخ مرحوم کی قبر مبارک کو ”روضۃ من ریاض الجنۃ“ بنا اور ان کی پاک روح کو اعلیٰ علیین میں پہنچا کر اکرام و اعزاز فرما۔ اور اے اللہ! ان کا مسکن و ماویٰ جنت الفردوس کو بنا اور ان کے ساتھ وہ معاملہ فرما جو تیری شان ارحم الراحمین کے شایان شان ہو۔ اور اے اللہ! آخرت میں ان کو رفیع درجات اور علو مقامات نصیب فرما۔ اور اے اللہ! جس طرح آپ نے ہمیں ان کی زندگی میں دعواتِ سحری، نالہ ہائے نیم شبی اور دعواتِ حرمین شریفین کی برکات سے سرفراز فرمایا، مفارقت کے بعد بھی ان کی روح پر فتوح کی برکات سے مالا مال فرما کر سرفراز فرما اور اے اللہ! ان کی چھوڑی ہوئی امانت جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی حفاظت، خدمت اور ترقی کی اہلیت، ہمت اور توفیق عطا فرما۔“ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ (جمعین)



پاکستان کے آئین کو نہ ماننا، مسلمانان پاکستان کو سرکاری اور اپنے آپ کو حقیقی مسلمان کہنے سے ان کی حیثیت تبدیل ہو جاتی ہے، اب وہ مرتد کے ساتھ ساتھ ملک عزیز کے غدار بھی ہیں۔ ان کی سرگرمیاں غیر اخلاقی اور غیر قانونی ہیں، حکومت وقت کو انہیں آئین کا پابند بنانا چاہئے۔

دارا کی سرکاری ہسپتال میں ایک مرتبہ ایک قادیانی ڈاکٹر آ گیا، آپ نے اس سے کلام، سلام اور علاج معالجہ سے روک دیا اور فرمایا کہ مفت دوائی دے تب بھی نہ لو، نیز قادیانیوں کے سلسلہ میں ان کا موقف امام اعظم، سراج الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرح تھا، جیسے حضرت الامام رحمہ اللہ نے جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل پوچھنے والے کو کافر قرار دیا، ایسے ہی قادیانیوں سے سلام دعا، میل ملاقات، علاج معالجہ کو کفر قرار دیتے تاکہ مسلمان ان کا بائیکاٹ بھی کریں اور ان سے نفرت کا اظہار بھی کریں۔

۱۶ مارچ ۱۹۸۱ء کو قادیانیوں نے دارا میں سیرت النبی کے عنوان پر جلسہ رکھا اور اپنے چوتھے گورو گھنٹال مرزا طاہر احمد قادیانی کو دعوت دی اور قادیانیوں نے جلسہ کے مکمل انتظامات کر لئے۔ سائیں نے اپنے مریدین کو حکم دیا کہ تمام مریدین مسلح ہو کر میدان عمل میں اتریں۔ چنانچہ پانچ ہزار

پیر طریقت، مجاہد تحریک ختم نبوت

## حضرت اقدس مولانا سائیں عبدالکریم قریشی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننا ہے اور تورات کو آخری آسمانی کتاب تو وہ یہودی ہے، لیکن جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل پر ایمان لے آتا ہے تو وہ یہودی نہیں رہتا بلکہ عیسائی بن جاتا ہے۔

ایک عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ سروردو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک کا آخری نبی اور قرآن پاک کو آخری آسمانی کتاب مان لیتا ہے تو وہ عیسائی نہیں رہتا بلکہ وہ مسلمان کہلاتا ہے اور ایک مسلمان خدا خواستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان لیتا ہے وہ مسلمان نہیں رہتا بلکہ قادیانی مرتد بن جاتا ہے اور فرماتے کہ قادیانی مرتد اور زندیق ہیں۔ قرآن و حدیث میں کفریہ تاویلات اختیار کر کے مسلمانوں کو اپنے دامن ترویج میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں جب وہ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے تو ان کا

حضرت اقدس مولانا سائیں عبدالکریم قریشی پیر شریف خلیفۃ الرسول بلا فصل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے اور صدیقی جذبہ ان کے رگ و ریشہ میں کارفرما تھا، جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میلہ کذاب اور اس کے ماننے والوں کا قلع قمع فرمایا۔ اس طرح سائیں بھی قادیانیوں کو مرتد اور زندیق قرار دے کر واجب القتل سمجھتے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی عظیم الشان قربانی پیش کر کے میلہ کذاب کے فتنہ کو ختم فرمایا۔

آپ ۹ صفر المظفر ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۲۳ء بروز ہفتہ لاڑکانہ کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۲۲ پشتوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ علوم نبوت کی تحصیل کے بعد دن رات، سفر و حضر، عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت کے تعاقب میں مصروف ہو گئے۔ صوبہ سندھ کے قریہ قریہ، بستہ بستہ، گوٹھ گوٹھ، شہر شہر کے علماء کرام اور مشائخ عظام کو قادیانیت کے مقابلہ میں لاکھڑا کیا۔ سترہ ہزار میل کا سفر کر کے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا جذبہ بیدار کیا۔ علماء کرام کو عقلی و نقلی دلائل سے مسلح کیا۔ قرآن و حدیث اور مرزا قادیانی کی کتابوں سے ان کی تردید میں دلائل مہیا کئے۔ فرماتے تھے کہ ایک یہودی جب تک

**ABDULLAH SATTAR DINA  
& SONS JEWELLERS**

**عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز**

**Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers**

Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,  
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

فانی سے رحلت فرمائے۔ حضرت کی درگاہ کے متولی سائیں کے بڑے بیٹے سائیں عبدالعزیز قریشی ہیں جبکہ آپ کے علمی، تبلیغی، تدریسی منصب کو مولانا سائیں عبدالجیب قریشی مدظلہ سنبھالے ہوئے ہیں۔ ثانی الذکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سندھ میں سرپرستوں میں سے ہیں۔ ☆ ☆

کے منصب پر فائز رہے۔ ان کی تمام تر مساعی جلیلہ کا محور و مرکز عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور جمعیت علماء اسلام رہی۔ آپ ۱۴ رمضان المبارک مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۹۹ء میں اپنی جماعت، مریدین، جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کو روتے ہوئے اور خود ہنستے ہوئے اس دنیا

مسلمان مسلح ہو کر میدان میں آگئے اور تاجدار ختم نبوت کے فلک شگاف نعروں سے فضا کو گرما دیا۔ انتظامیہ نے قادیانیوں کے جلسہ کو غیر قانونی قرار دے کر مرزا طاہر قادیانی کو فرار کرادیا۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کے سانحہ ربوہ کے بعد جب تحریک شروع ہوئی تو حضرت سائیں نے دن رات ایک کر کے پورا صوبہ میں تحریک کا الاؤ گرم کیا، اس وقت تک سکون سے نہیں بیٹھے جب تک قادیانی کافر نہیں قرار دیئے گئے، اگرچہ اسمبلی کا فیصلہ ان کے موقف کے خلاف تھا تاہم تحریک کی مرکزی قیادت کے فیصلہ کو تسلیم کیا۔ تحریک کے دوران انہوں نے مسلمانانِ سندھ میں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت سے نفرت کا جذبہ بیدار کیا۔ آپ مرزا قادیانی کو سامراجی ایجنٹ قرار دیتے بکھیرتے اور اس کے مختلف دعاوی کے تار و پود بکھیرتے آپ نے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے جیل کی سلاخوں کے پیچھے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی کی طرح (جیسے حضرت شیخ الہند نے مالٹا کی جیل میں قرآن پاک کا اردو ترجمہ کیا، ایسے ہی) آپ نے سندھی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ تحریر فرمایا۔

تحریک ختم نبوت کے علاوہ، تحریک نظام مصطفیٰ، ایم آر ڈی کی تحریک سمیت دیگر دینی و سیاسی تحریکوں میں قائدانہ کردار ادا کیا۔

نیز آپ نے تصنیف و تالیف، تدریس و تبلیغ کے محاذوں کو بھی جلا بخشی۔ آپ نے سندھی زبان میں قرآن پاک کے ترجمہ کے علاوہ، سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی تفسیر تحریر فرمائی۔

حضرت سائیں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی قائدین میں سے تھے کچھ عرصہ مرکزی امیر

## نذرِ ختم المرسلین

کچھ شبہ کر نہ ختم نبوت میں بھول کر اللہ خود گواہ نبی ﷺ کی صفات کا ہر سو مسیلمہ کے وفادار ہوں تو کیا دنیا کے ساتھ بیچ ہیں رشتے امید کے دودن کی زندگی ہے، محمد ﷺ پہ واردے ہوگا نہ میرے بعد، کوئی دوسرا نبی بحر کرم کی موجِ رواں، خوش لسان ہے بخشش کے واسطے یہ ضمانت عظیم ہے دستِ منافقت نے تراشے نئے صنم ایمان کی مثال گھرانا رسول ﷺ کا! ہے بدنما، بہار انہیں کے وجود سے جس کے سبب ہو عام، شریعت کی روشنی محشر میں ہونصیب، شفاعت حضور ﷺ کی

وہ آخری نبی ہیں، صداقت قبول کر ہو جاں بکف، نصابِ وفا، خوش اصول کر ناداں! نہ اتباعِ طریقِ جہول کر! اللہ سے بہشت کی نعمت وصول کر موقع تجھے ملا ہے، نہ ضائع فضول کر غافل نہ بن، یقین حدیثِ رسول کر اے بے خبر نہ دامنِ دل، کم حصول کر صرف جہیں، حضور ﷺ کے پیروں کی ڈھول کر اے روحِ صدق، جسم جہاں میں حلول کر تقلید مرتضیٰ و حسین و بتول کر کذبِ جلی کے ختم، وطن سے ببول کر آفاق پر محیط وہی عرض و طول کر مجھ پر بھی رحمتوں کا الہی نزول کر

نعتِ رسول ﷺ بھی ہے ظہوری، خراجِ فن

پڑھ کر درود، نذر، عقیدت کے پھول کر

سیدانوار ظہوری

## مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار

بہاولپور کا دورہ و تبلیغی دورہ:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مولانا محمد اسحاق ساقی زید مجدہ ۱۹۸۸ء سے بہاولپور میں مبلغ چلے آ رہے ہیں۔ ان کی دعوت پر کبھی کبھار بہاولپور حاضری ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ سندھ کے دس روزہ تبلیغی دورہ سے واپسی پر دو روز کے لئے بہاولپور میں ٹھہر گئے۔ ۲۱ جون مغرب کی نماز حنیف کالونی ماڈل ٹاؤن سی میں ادا کی اور جناب عبدالرحمن خان جن کا تذکرہ اسی صفحہ پر ہے۔ موصوف کے فرزند ان گرامی سے ان کی وفات پر تعزیت کی اور مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی اور مغرب کی نماز ان کے فرزند ان کے ساتھ ادا کی۔ بعد ازاں ایک اور جماعتی مخلص کارکن حاجی محمد اسماعیل مالک دارالکباب جو ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے، ماہنامہ لولاک کے مستقل خریدار تھے۔ ان کے ہوٹل میں لولاک میز پر موجود ہوتا، آنے والے گاہک کباب تیار ہونے تک لولاک کا مطالعہ کرتے رہتے۔ دو اسٹوڈنٹ جو قادیانی تھے وہ بھی ان کے ہوٹل سے لولاک کا مطالعہ کرتے جس سے متاثر ہوئے اور حاجی محمد اسماعیل سے قادیانی مسائل پر گفتگو کی۔ اللہ پاک نے ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ مولانا محمد اسحاق ساقی کو بلا کر انہیں دولت اسلام سے مالا مال کیا۔ اپنے کھانے پینے کی چیزوں پر تاجدار ختم نبوت زندہ باد لکھوایا ہوا تھا، جو مستقل تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ دارالکباب ۱۹۸۳ء میں قائم کیا اور ۱۹۸۳ء کی تحریک میں بھی مقدور بھر حصہ

لیا۔ اس وقت سے جماعت سے متعلق چلے آ رہے تھے، ان کے فرزند ان گرامی سے تعزیت کی۔ جامع مسجد عنبر یہ شاہدہ کے امام محمد یوسف ہیں، ان کی دعوت پر عشاء کے بعد بیان ہوا حافظ صاحب دارالعلوم مدنیہ ماڈل ٹاؤن بی کے نظماً میں سے ہیں۔ دارالعلوم مدنیہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن مدظلہ عالمی

مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے نائب امیر ہیں، جبکہ امیر حاجی سیف الرحمن مدظلہ ہیں کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے دعائیں لیں۔ رات کا آرام و قیام دفتر ختم نبوت ماڈل ٹاؤن میں رہا۔ ۲۳ جون ۲۰۲۱ء صبح کی نماز کے بعد سیٹلائٹ ٹاؤن کمرشل ایریا کی جامع مسجد الکوثر میں بیان ہوا۔

### جناب عبدالرحمن خان بہاولپور..... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

آپ کا خاندان نواب آف بہاولپور کے حکم پر تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل ہوشیار پور انڈیا سے ہجرت کر کے بہاولپور آیا۔ آپ نے عصری تعلیم حاصل کرنے کے بعد محکمہ ایکسٹرنل ریسٹریکشن میں ملازمت اختیار کر لی۔ ابتدائی سے دعوت و تبلیغ کے ساتھ جڑ گئے، مشہور تبلیغی عالم دین مولانا محمد احمد انصاری کو سائیکل پر لے کر خصوصی گشت کیا کرتے اور ۱۹۶۳ء سے تبلیغی جماعت کے ساتھ وابستہ چلے آ رہے تھے۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ ساتھ دیگر دینی جماعتوں سے بھی تعلق برقرار رکھا۔

سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور کی مرکزی جامع مسجد کی تعمیر میں بھی بھرپور حصہ لیا اور اس کے سیکریٹری رہے۔ امام الملوک والسلاطین مولانا سید عبدالقادر آزاد نے بہاولپور میں عیسائی مشن کے مقابلہ میں اسلامی مشن کی بنیاد رکھی اور عیسائیت کے کفریہ عقائد سے متعلق چندا ہم پمفلٹ بھی شائع کئے جن لوگوں نے اس کا رخیر میں مولانا آزاد کا ہاتھ بٹایا۔ ان میں جناب عبدالرحمن خان بھی تھے۔ اسلامی مشن کے نائب صدر بنے غلہ منڈی جنوب مشرقی کونہ میں جامع مسجد موجود ہے، جس کے بانی چغتائی فیملی کے حاجی محمد اشرف تھے اور مسجد بھی انہیں کے نام سے مشہور ہے اس کے بھی سیکریٹری رہے۔

راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور میں مبلغ رہا۔ اس دوران میں سیٹلائٹ ٹاؤن میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر ان کا مکان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے کھالوں کا مرکز ہوتا تھا۔ بہاولپور مجلس کے اجلاسوں میں جو تقریباً ہر ماہ مستقل بنیادوں پر ہوتے سرکاری ملازمت کی پرواہ کئے بغیر ان میں شرکت فرماتے۔ اصلاحی تعلق حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ در خواستی سے قائم کیا۔

حضرت در خواستی کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ حضرت خواجہ صاحب کے بعد آپ کے جانشین حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی غرضیکہ بھرپور زندگی گزاری۔ ۱۹۸۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ تاحیات متحرک و فعال رہے۔ چند ماہ قبل انہیں معلوم ہوا کہ راقم دفتر بہاولپور میں ہے تو اپنے بیٹے مولانا عبدالواحد سلمہ جو سابقہ مرکز تبلیغ مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی کے امام و خطیب ہیں کو لے کر دفتر تشریف لائے اور کافی دیر پرانی یادیں تازہ کرتے رہے، یہ آخری ملاقات تھی۔ ۲۱ جون کو راقم بہاولپور گیا معلوم ہوا کہ موصوف ۳۰ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ ۱۱ جون ۲۰۲۱ء کو انتقال فرما گئے، عصر کے وقت انتقال ہوا۔ رات ۱۱ بجے آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالواحد سلمہ کی اقتداء میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں بہاولپور کے قدیمی قبرستان ملوک شاہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

قرآن گویے بیھاوی تاجدار ختم نبوت زنده باد

لا انبی بعدی

# حتم نبوت کا سفر

سلا م زند باد

تاریخی  
عظیم الشان

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے  
شرکت کی درخواست ہے

حافظ مولانا محمد ناصر الدین خان

حفظہ اللہ

صاحب مدنی

مقامی مدرسہ اسلامیہ

پیرانیت زیر شرفیت

ولی کامل خاکوانی

خواجہ عزیز احمد صاحب

حفظہ اللہ

صاحب مدنی

مقامی مدرسہ اسلامیہ

صاحبزادہ پیرانیت

مذہم العلماء

ولی ابن ولی

حضرت مولانا

حضرت محمد حسن

حفظہ اللہ

صاحب مدنی

مقامی مدرسہ اسلامیہ

مفتی مولانا

ولی کامل

نمونہ اسلاف

7 ستمبر 2021

عصمتِ مکمل بروز

بعد از غار

مقام

بینارپاکستان  
لاہور



0300-9496702  
0300-4304277  
0300-4275569  
0321-9448442

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

شیراز شہادت